عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۶ | ۱۱ تا ۱۹ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱ اگست ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۳۲

محبّت و عقیدت کا معیار

مسلمانوں پر ایک نظر

قلب پرمتین اشر

حرمِ مکّی

اعداد و شمار کی روشنی میں

شبِ برأت

تحقیقی تجزیہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

کیا عالم ارواح کے وعدہ کی طرح آخرت میں دنیا کی باتیں بھی بھول جائیں گی؟

س:...... ایک صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کی چار دفعہ حالت بدلے گی: (۱) دنیا میں آنے سے پہلے عالم ارواح میں اللہ سے وعدہ، (۲) عالم دنیا میں قیام، (۳) عالم قبر، (۴) عالم آخرت جنت یا دوزخ۔ مولوی صاحب! ہم کو عالم ارواح میں اپنی روح کی موجودگی کا علم اب ہوا ہے، اور جو روحوں نے اللہ سے بندگی کا وعدہ کیا اس میں ہماری روح بھی شامل تھی، لیکن ہم کو تو پتا نہ چلا، ہمیں تو اس دنیا میں بتایا گیا کہ تم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا، تو جس طرح عالم ارواح کا ہمیں احساس نہیں ہوا تو کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جزا و سزا، قبر و آخرت کا ہمیں اس طرح پتا نہ چلے، جس طرح عالم ارواح میں ہمیں کچھ پتا نہ چلا۔

ج:...... عالم ارواح کی بات تو آپ کو بھول گئی لیکن دنیا کی زندگی میں جو کچھ کیا وہ نہیں بھولے گا۔

کشف و الہام اور بشارت کیا ہے:

س:...... کشف، الہام اور بشارت میں کیا فرق ہے؟

ج:...... کشف کے معنی ہیں کسی بات یا واقعہ کا کھل جانا، الہام کے معنی ہیں دل میں کسی بات کا القا ہو جانا اور بشارت کے معنی خوشخبری کے ہیں، جیسے کوئی اچھا خواب دیکھنا۔

۲:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کشف و الہام اور بشارت ممکن ہے۔ مگر وہ شرعاً حجت نہیں اور نہ اس کے قطعی و یقینی ہونے کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے، نہ کسی کو اس کے ماننے کی دعوت دی جاسکتی ہے۔

کشف یا الہام ہوسکتا ہے لیکن وہ حجت نہیں:

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

س:...... اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ مجھے کشف کے ذریعہ خدا نے حکم دیا ہے کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اور فلاں بات کہو، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج:...... غیر نبی کو کشف یا الہام ہوسکتا ہے، مگر وہ حجت نہیں، نہ اس کے ذریعہ کوئی حکم ثابت ہوسکتا ہے، بلکہ اس کو شریعت کی کسوٹی پر جانچ کر دیکھا جائے گا، اگر صحیح ہو تو قبول کیا جائے گا ورنہ رد کیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ (مدعی کشف و الہام) سنت نبوی کا متبع اور شریعت کا پابند ہو۔ اگر کوئی شخص سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چلتا ہو تو اس کا کشف و الہام کا دعویٰ شیطانی مکر ہے۔

غیر مسلم والدین اور عزیزوں سے تعلقات:

س:...... میری تمام برادری غیر مسلم ہے اور میں الحمدللہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کے نمک خواروں میں سے ہوں، حنفی مسلک کی رو سے مستند حوالہ جات سے فرمائیے کہ میرا ان لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا، رشتہ داری، لین دین ہونا چاہئے کہ نہیں؟ عرصہ پانچ سال سے میرا اپنے دل کی آواز سے ان لوگوں سے خاص طور پر میل ملاپ قطعاً بند ہے۔ شریعت مطہرہ کی رو سے یہ بھی بتائیے کہ میرا اپنے والد کے ساتھ عمل کیسا ہونا چاہئے کہ جن کا تعلق بھی اسی کافر طبقے سے ہے؟ وہ قطعاً میری تبلیغ کا اثر نہیں لیتے، بلکہ پیٹھ پیچھے مجھے بددعائیں اور گالیاں نکالتے ہیں۔ کیا مذہبی فرق کے ناتے سے جو گالیاں یا بددعائیں مجھے پڑتی ہیں، کیا ان کی بھی کوئی حیثیت ہے کہ نہیں؟

ج:...... والدین اگر غیر مسلم ہوں اور خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی خدمت ضرور کرنی چاہئے، لیکن ان سے محبت کا تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح ایسے عزیز و اقارب سے بھی دوستانہ و برادرانہ تعلق جائز نہیں۔ آپ کے والدین کی بددعاؤں اور گالیوں کا آپ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بلکہ وہ اس طرز عمل سے خود اپنے جرم میں اضافہ کرتے ہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۶ شمارہ:۳۲ ۱۱تا۱۷ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴تا۳۱ اگست ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

منشت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

محبت وعقیدت کا معیار!	اداریہ	۴
حرم مکی (اعداد وشمار کی روشنی میں)	(نذر الحفیظ ندوی)	۵
مسلمانوں پر ایک نظر......قلب پر تین اثر	(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	۷
خواتین کے حوالے سے اسلام پر تنگ نظری کا الزام	(مولانا عبدالرحمٰن نگرامی)	۱۱
شب برأت......تحقیقی تجزیہ	(مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	۱۵
مجدد کی شناخت	(پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ)	۲۳
خبروں پر ایک نظر	(ادارہ)	۲۵
یہ صبر ہے؟	(عبدالواحد شاکر)	۲۷

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲، ۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

محبت وعقیدت کا معیار!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

عربی کا مشہور محاورہ اور کہاوت ہے کہ: ”حبک الشئی یعمی ویصم“...... کسی شے سے عشق ومحبت تجھے اندھا اور بہرا کردیتی ہے...... ”یعنی اگر بالفرض انسان کو کسی سے عشق ومحبت ہوجائے‘ تو آپ اس کے سامنے اس کے محبوب کی لاکھ برائیاں کریں‘ یا اس کے سو سو نقائص وعیوب کی نشاندہی کریں‘ وہ آپ کی ایک نہیں سنے گا‘ بلکہ ایسا محسوس ہوگا جیسے وہ اپنی اس محبوب شخصیت اور ہستی کی کسی برائی دیکھنے اور سننے سے گویا اندھا اور بہرا ہے۔

واقعات ومشاہدات کی دنیا میں اس کی بے شمار مثالیں اور لاتعداد مظاہرے نظر آتے ہیں‘ چنانچہ اگر کسی شخص کو کسی سے جھوٹی سچی محبت وعقیدت ہوجائے‘ یا اس پر اعتماد واعتقاد بیٹھ جائے تو وہ اپنے محبوب ومقتدا کی محبت وعقیدت کے حصار سے نہیں نکل سکتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کی ہر الٹی‘ سیدھی اور غلط‘ صحیح نظر آتی ہے‘ اس کے معائب‘ محاسن نظر آتے ہیں اور اس کی ہر بات‘ قول‘ فعل اور عمل اچھا لگتا ہے اور وہ اس پر سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔

مگر یہ کیفیت عام طور پر باطل پرستوں کی خصوصیات میں سے ہے‘ اس لئے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام نے اپنے ماننے والوں کو محبت وعقیدت کا ایک خاص معیار عطا فرمایا ہے‘ اور وہ ہے: ”الحب للہ والبغض فی اللہ“...... اللہ ہی کے لئے کسی سے محبت اور اس کی رضا کے لئے ہی کسی سے نفرت ہونی چاہئے...... کیونکہ کسی مسلمان کو اللہ‘ رسول کی اطاعت کے علاوہ مخلوق کی طاعت وفرمانبرداری میں حدود وقیود کا پابند بنایا گیا ہے‘ چنانچہ فرمایا گیا: ”لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق“...... اللہ کو ناراض کرکے مخلوق کو راضی کرنے کی اجازت نہیں ہے...... لہٰذا ایسا کوئی قول‘ فعل‘ عمل یا عقیدہ اور نظریہ جو قرآن وحدیث اور اسلاف امت کی تحقیق کے خلاف ہو‘ اس کی دعوت چاہے کوئی بھی دے‘ مسلمان اس کی بجا آوری نہیں کرسکتا۔ اس لئے کوئی مسلمان‘ کسی سے اندھی محبت وعقیدت نہیں رکھ سکتا‘ بلکہ اسے یہ دیکھنا ہوگا کہ میرے محبوب ومقتدا میں وہ اوصاف وخصوصیات ہیں‘ جن کی بنا پر کسی سے محبت وعقیدت کی جاتی ہے؟ کیا اس سے محبت اللہ کے لئے ہے؟ یا خواہش نفس کے لئے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس سے مجھے محبت وعقیدت ہے یا جس کو میں اپنا محبوب ومقتدا بنانا چاہتا ہوں‘ وہ اس قابل ہو کہ اس سے بغض رکھا جائے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس سے محبت وتعلق سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائیں؟ کیونکہ جو شخص اللہ ورسول کا نافرمان ہو یا دین وشریعت کا باغی ہو‘ وہ قطعاً کسی مسلمان کا محبوب ومقتدا نہیں ہوسکتا۔

اس کے برعکس جو لوگ اللہ‘ رسول دین‘ شریعت اور مذہب وملت کے باغی ہوں یا خدانخواستہ وہ اپنا تعلق آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ کر کسی مدعی نبوت سے جوڑ لیں‘ تو ان کی حس واحساس ختم ہوجاتا ہے‘ اور ان کو قطعاً اس کی تمیز نہیں رہتی کہ کس سے محبت کی جائے اور کس سے بغض وعداوت رکھی جائے؟ بلاشبہ وہ کولہو کے بیل کی طرح ایک محدود دائرے اور گمراہی کے مخصوص اندھے کنویں میں بھٹکتے رہتے ہیں‘ وہ اس سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ نکل سکتے ہیں۔

اس لئے کہ نفس وشیطان‘ ان کو اس طرح بہکاتا ہے کہ حق وہ ہے‘ جس پر تم ہو‘ اور تمہارے علاوہ پوری انسانیت غلط کار ہے‘ لہٰذا وہ کسی خیر خواہ کی خیر خواہی اور کسی مخلص کی پند ونصیحت کو اس لئے خاطر میں نہیں لاتے کہ وہ ان کے خود ساختہ اور باطل عقائد ونظریات اور اعمال وافعال سے منع کرتا ہے۔

حرم مکی

اعدادوشمار کی روشنی میں!

نذرالحفیظ ندوی

سعودی عرب کی مملکت کا قیام ایسے زمانہ میں ہوا جب کہ ترکی مرد بیمار (مغربی تعبیر) آخری سانسیں لے رہا تھا' عثمانی سلطنت یا خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ اور امت مسلمہ کا دینی و ملی سانحہ تھا' جس کے اثرات ونتائج نہ معلوم کب تک اسلامی دنیا کو بھگتنے پڑیں گے' لیکن امت مسلمہ کے سر سے گزرنے والا یہ طوفان اپنی نوعیت کا پہلا سانحہ یا نیا طوفان نہیں تھا' پوری اسلامی تاریخ ایسے حوادث سے بھری ہوئی ہے اور یہ امت ان سب سے کامیابی وکامرانی کے ساتھ نکلتی رہی ہے' خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد بھی یہی ہوا کہ اس کی جگہ بڑی حد تک مملکت سعودی عرب نے سنبھالی' بقول علامہ اقبال مرحوم:

جہاں میں اہلِ ایمان صورت خورشید جیتے ہیں

راقم الحروف نے اپنی کتاب ''مغربی میڈیا'' کے آخری باب میں اسلامی دنیا کے روشن مستقبل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس نے خلافتِ عثمانیہ کی حیثیت کو اس طرح بحال کیا کہ پہلے پہل اس نے حجاز مقدس کو سیاسی اور معاشی اعتبار سے مضبوط کیا' پھر پوری دنیا کے مسلمانوں کی دینی و اخلاقی نگرانی و سرپرستی اپنے ذمہ لی' اللہ تعالیٰ نے اس کو جس دولت سے مالا مال کیا تھا' اس سے اس نے خود بھی فائدہ اٹھایا' اپنی سرزمین پر مسلمانوں کو بلا کر ان کے مادی' اخلاقی حالات کو درست کرنے میں مدد دی' تو دوسری طرف غیر مسلموں کی بڑی تعداد نے عملی زندگی میں مسلمانوں کو براہ راست دیکھا اور خاصی تعداد نے اسلام قبول بھی کیا۔

تیسری طرف پوری دنیا میں مسلمانوں کے دینی وملی ادارے' تعلیمی اور رفاہی مراکز جو کام کر رہے تھے ان کا جائزہ لے کر ان کے کاموں کو مزید بڑھایا' مساجد و مدارس کی دل کھول کر مدد کی' عیسائی مشنریز ہزاروں ارب ڈالر اور بڑی بڑی فوجی حکومتوں کی سرپرستی میں تبلیغ کر کے عیسائیت پھیلانے میں مشغول تھیں' سعودی عرب نے کویت اور دیگر عرب ممالک کے تعاون سے اور تنہا بھی ان عیسائی مشنریز کے کارناموں پر پانی پھیر دیا' یورپ و امریکا میں مقیم مسلمانوں کی دینی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے مساجد اور اسلامی مراکز کے قیام میں بڑی فیاضی سے مدد دی' درجنوں خیراتی اور رفاہی ادارے کام کر رہے تھے بڑے پیمانے پر اسلامی لٹریچر انگریزی' فرنچ' جرمنی اور عالمی و مقامی زبانوں میں چھپوا کر تقسیم کئے' دو درجن سے زائد زبانوں میں خود رابطہ عالم اسلامی نے قرآن مجید کے ترجے اہلِ زبان سے کروا کر چھاپے اور تقسیم کئے' ان تمام دعوتی کاموں کی تفصیلات کے لئے ہزاروں صفحات چاہئے' یہاں ان کی تفصیل کا موقع نہیں' ہم یہاں صرف حرم مکی کی دوسری توسیع کے بارے میں بتانا چاہتے ہیں' جس کا مرحلہ ۱۹۸۸ء میں شروع ہوا اور ۱۹۹۸ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

حرمین شریفین کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تاریخ کے ہر دور میں خلفاء' امراء' وزراء نے ان دونوں مقدس مقامات کی تعمیر اور دیکھ بھال میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش اور اس کام کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھا۔

سعودی عرب کی مملکت کے قیام کے بعد ملک عبدالعزیز نے سب سے پہلے پورے ملک کو امن و امان کا گہوارا بنایا' پھر انہوں نے حرمین شریفین کی توسیع وتعمیر اور حجاج کرام کی سہولت کی طرف توجہ مبذول کی' شاہ سعود کے دور میں حرمین شریفین کی سب سے بڑی توسیع ہوئی' لیکن اتنی غیر معمولی وسعت کے باوجود حرم مکی میں دوبارہ توسیع کی ضرورت کا شدت سے احساس ہونے لگا' بالآخر ملک فہد نے حرم مکی کی توسیع کے ایک منصوبے کو منظور کرلیا جو ماہرین نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا' ملک فہد نے ۲/صفر ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۳/ستمبر ۱۹۸۸ء کو اس نئی تعمیر کا افتتاح کیا' انہوں نے ایک صحافی کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اس وقت کہا تھا کہ حرمین شریفین کی توسیع وتعمیر کے لئے ہمارا بجٹ کھلا ہوا ہے' جتنی ضرورت ہوگی رقم فراہم کی جائے گی' انہوں نے مزید کہا کہ توسیع وتعمیر کے سلسلے میں فنی ماہرین' مالیات سے متعلق اور انتظامی امور میں کوئی بھی رکاوٹ انشاء اللہ نہیں آئے گی' اس وقت یہ سوال بھی تھا کہ عالمی سطح پر اقتصادی حالات جس تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں کیا سعودی عرب تنہا اتنا بڑا مالی بوجھ برداشت کرسکتا

ہے؟ لیکن ملک فہد نے ان تمام امکانات اور اندیشوں کو پہلے ہی مرحلے میں یہ کہہ کر ختم کر دیا کہ یہ کام ہر قیمت پر انجام دیا جائے گا۔

توسیع کے پہلے مرحلے میں باب ملک عبدالعزیز سے باب العمرہ تک بیسمنٹ' انڈر گراؤنڈ اور پہلی منزل کی تعمیر کا مسئلہ اس طرح حل کیا گیا کہ سینکڑوں دکانوں اور مکانات کو گراں قیمت دے کر خریدا گیا' اس کے بعد کھدائی کر کے انڈر گراؤنڈ ٹریفک کا راستہ بنایا گیا' اس کے نیچے سیوریج کی لائن ڈالی گئی' نیز سیلابی پانی کی نکاسی کے لئے الگ سے پائپ ڈالے گئے' اسی طرح ایئر کنڈیشن اور روشنی کا نظام' نیز آگ بجھانے کے لئے پانی کے پائپ بچھائے گئے' انڈر گراؤنڈ جو کمرے بنائے گئے ان میں ایک کمرہ مائک کے لئے' دوسرا برقی نظام کو کنٹرول کرنے کے لئے' تیسرا ایئر کنڈیشن اور چوتھا ٹی وی کوریج کے لئے کنٹرول روم کے طور پر' پورے حرم میں جگہ جگہ کیمرے لگائے گئے ہیں جو چوبیس گھنٹے حرم کی صورت حال کی تصویر لے کر کنٹرول روم کے ذریعہ مرکزی دروازوں پر لگے سرخ اور سبز اور نارنگی رنگ کی شکل میں صورت حال کی رپورٹ دیتے ہیں' اس کی بنا پر گیٹ پر متعین محافظ فیصلہ کرتے ہیں کہ نمازیوں کو اندر جانے دیا جائے یا نہیں۔

ایئر کنڈیشن کے لئے ایک مستقل عمارت باب عبدالعزیز سے ساڑھے چار سو میٹر کے فاصلے پر اجیاد میں چھ منزلہ ہے' جس میں ٹھنڈا کرنے کی ۳۲ یونٹیں ہیں' جو ایک وقت میں بارہ ہزار ٹھنڈی ہوا مہیا کرتے ہیں یہ ہوا ملک فہد سے متعلق حصے میں چوکور ستونوں میں موجود جالیوں سے نکلتی ہے۔

دوسرے مرحلے کی توسیع میں بیسمنٹ کی وسعت اٹھارہ ہزار میٹر مربع بلندی ۳ء۴ میٹر پہلی منزل کی وسعت بیس ہزار میٹر بلندی ۹/۸ میٹر ہے اس طرح پورے حرم مکی کی وسعت تین لاکھ چھتیس ہزار تین مربع ہوئی' اس سے پہلے ایک لاکھ ترپن ہزار میٹر مربع اس کی وسعت تھی' نئی توسیع میں ایک لاکھ باون ہزار نمازیوں کے لئے جگہ بنائی گئی' مجموعی طور پر پورے حرم مکی میں اندر اور چھت پر کل ملا کر سات لاکھ ستر ہزار نمازیوں کے لئے جگہ ہو گئی' ورنہ پہلے صرف تین لاکھ چالیس ہزار نمازی نماز ادا کرتے تھے۔

ایک منزل پر ۵۳۰ ستون مربع شکل میں ہیں' دوسری توسیع میں مزید دو منارے' تین گنبد اور ایک بڑا دروازہ ملک فہد کے نام ہے' اس کے علاوہ تین بڑے دروازے باب ملک عبدالعزیز' باب العمرہ اور باب السلام کے نام سے ہیں۔

باب الملک فہد مرکزی دروازہ ہے' اس کے علاوہ اس کے اٹھارہ دروازے اور بھی ہیں جو دوسرے توسیعی منصوبے میں بنائے گئے ہیں' پورے حرم مکی میں تمام دروازوں کی تعداد ایک سو بارہ ہے' یہ تمام دروازے اعلیٰ درجہ کے ساگوان اور پیتل سے بنائے گئے ہیں۔

حرم مکی میں شمالی اور جنوبی حصوں میں تو برقی زینے ہیں' ان کے علاوہ چاروں طرف مستقل زینے ہیں' پورے حرم مکی میں برقی پنکھوں کی تعداد بارہ سو نوے ہے۔

حرم مکی' اعداد و شمار کی روشنی میں:

مستقل زینے : ۱۳
برقی زینے : ۷
میناروں کی تعداد : ۷
میناروں کی بلندی : ۹۰ میٹر

حرم مکی کے انتظامی شعبے:

حرم مکی کا برقی نظام' روشنی' مائک' ٹیلیفون' پیشگی وارننگ سسٹم' اندرونی ٹی وی کوریج' خود کار مشینی نظام' گھڑی کا نظام' نمازیوں کیلئے قالینوں کے بچھانے کا نظم' برقی نظام کی نگرانی کا نظام' زمزم کو ٹھنڈا کرنے اور اس کی تقسیم کا نظام' برقی زینوں کی نگرانی' صفائی کا نظام' حرم کے محافظوں کا نظام' فائر بریگیڈ کا نظام' سیلابی پانی کی نکاسی کا نظام۔

حرم مکی کی دوسری توسیع پر کل ستر ارب ریال خرچ ہوئے ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۸ء تک کے عرصہ میں حرم کے باہر دس لاکھ نمازیوں کے لئے گنجائش بنائی گئی' اس میں تقریباً اٹھائیس ہزار مربع میٹر جگہ نمازیوں کے لئے نکالی گئی' اس پر ایسے سنگ مرمر بچھائے گئے ہیں جو آفتابی کرنوں کو جذب کرتے ہیں اور ٹھنڈا رکھتے ہیں ۱۹۹۴ء میں صفا پہاڑی کی طرف توسیع کی گئی' اس طرح ۱۹۹۶ء میں مروہ میں توسیع کی گئی۔

۱۹۹۸ء میں مقام ابراہیم کے اوپری حصے کو تبدیل کر کے سونے' کرسٹل اور بلوری شیشے کا استعمال کیا گیا' اس تجدید سے شیشہ اور سونا دونوں کے اندر حرارت اور دباؤ کو جذب کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

☆☆............☆☆

اللہ کے راستے میں قرآن کریم پڑھنے کی ایک خاص فضیلت

حضرت مولانا محمد عمر پالن پوریؒ

مسند احمد میں ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک ہزار آیات پڑھیں' وہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نبیوں' صدیقوں' شہیدوں اور صالحوں کے ساتھ لکھا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر ج:۱' ص:۵۹۷)

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے راستے ایک چلہ میں سورۂ یٰسین کی روزانہ تلاوت کریں تو انشاء اللہ یہ فضیلت ہمیں بھی حاصل ہو جائے گی۔ (از بکھیرے موتی' مرسلہ: مولانا قاضی احسان احمد)

مسلمانوں پر ایک نظر

قلب پر تین اثر

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

اس وقت کہیں مسلمانوں کی تعداد سن کر اور ایک جگہ ان کا کوئی مجمع دیکھ کر دل پر تین قسم کے نہایت مختلف اثر ہوتے ہیں: مسرت، حیرت، حسرت۔

مسرت:

اس کی کہ الحمدللہ! ایک وقت تھا کہ روئے زمین پر کلمہ گو انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور یہ وہ تھے جو ساری دنیا کی اصلاح کو نکلے تھے اور پوری امت کہلاتے تھے:

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ۔" (آلِ عمران)

"تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئیں عالم میں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔"

اور جن کو قریبی زمانہ میں زمین کا نقشہ اور قوموں کی تقدیریں بدلنی تھیں اور جنہوں نے اس تعداد پر خشکی اور تری سے دشمنی مول لی تھی۔

مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تین مرتبہ مسلمانوں کو شمار کیا گیا، پہلی مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰۰ دوسری میں ۶۰۰ اور ۷۰۰ کے درمیان تھی اور تیسری مرتبہ شمار میں مسلمان ڈیڑھ ہزار تھے اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اطمینان کی سانس لی کہ اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں اب ہمیں کیا ڈر ہے، ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم اکیلے نماز پڑھتے تھے اور پھر بھی ہر طرف سے دشمنوں کا خوف لگا رہتا تھا۔

بہرحال شکر کا مقام ہے اور اللہ کا احسان ہے اور یہ احسان اس نے ایک جگہ جتایا ہے:

"اور یاد کرو، جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب پڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم کو لوگ پھر اس نے تم کو ٹھکانا دیا اور قوت دی، تم کو اپنی مدد سے اور عطا کیں تم کو پاک چیزیں تاکہ تم شکر کرو۔" (الانفال)

ایک نبی نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اس طرح یاد دلایا:

"واذکروا اذ کنتم قلیلا فکثرکم۔"

"اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو تمہیں زیادہ کر دیا۔"

آج صرف ایک جگہ اسلام کے مرکز سے ہزاروں میل دور مسلمان کہلانے والوں کی اتنی صورتیں نظر آ سکتی ہیں، جن سے بہت کم کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترستی تھیں اور خواب میں بھی نظر نہیں آتی تھیں، اور ان کے زرق برق لباس اور بیش قیمت پوشاک کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہرتی۔

ایک وہ وقت تھا کہ مکہ مکرمہ کا نازوں کا پلا امیرزادہ مصعب بن عمیرؓ کہ جو جس وقت مکہ کی گلیوں میں نکلتا تھا تو دو دو سو روپیہ سے کم کی پوشاک جسم پر نہ ہوتی تھی اور آگے پیچھے غلام ہوتے تھے، اور جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی محبت تھی، اور جس کے ہاتھ میں جنگ احد میں مسلمانوں کا جھنڈا تھا، جب احد میں شہید ہوتا ہے تو اس کے ترکہ میں اور مسلمانوں کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ اس کو فراغت سے کفن دے سکیں، صرف ایک کمبل ہوتا ہے کہ جب اس سے سر چھپاتے ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور پیر چھپاتے ہیں تو سر کھل جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "سر چھپا دو اور پیر پر گھاس ڈال دو۔"

حیرت:

اور ایسی حیرت ہے کہ عقل کام نہیں کرتی اور سکتہ طاری ہو جاتا ہے کہ ان شتر بانوں اور خانہ بدوشوں کی کیا کایا پلٹ ہوئی کہ پلک جھپکاتے میں شتر بان سے جہان بان بن گئے، قیصر و کسریٰ کے تاج پیروں سے روندے، زمین کا جغرافیہ بدل دیا، دنیا کی تاریخ بدل دی، دنیا بدل دی، پھر دیکھتے دیکھتے ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ جہاں سے چلے تھے اس سے بھی پیچھے ہٹ گئے، وہ کیا چیز تھی جو آئی اور گئی؟ حیرت اس کی ہے کہ جب وہ مٹھی بھر تھے ایک گھر بھر بھی نہیں تھے تو بحر و بر پر چھائے ہوئے تھے، ہوا کی طرح کوئی جگہ ان سے خالی نہیں تھی اور جب مور و ملخ کی طرح ہوئے تو ان کا نشان نہیں ملتا، سب سے بڑھ کر حیرت اس کی

ہے کہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ مسلمان کہلاتے تھے اور یہ بھی کم سے کم مسلمان کہلاتے ہیں' حیرت ہے کہ کیا یہ مجمع جو دنیا میں سب سے زیادہ بے فکر و مطمئن نظر آتا ہے' فکر و تردد اس سے کوسوں دور معلوم ہوتا ہے' جس کو بظاہر دنیا کے ہر کام سے فراغت ہو چکی ہے' یہی حقیقتاً دنیا کی سب سے بڑی گرانبار' ذمہ دار اور مصروف قوم ہے' جو روئے زمین سے برائی اور بداخلاقی دور کرنے اور گناہ اور ظلم مٹانے کے لئے' نیکی کی اشاعت' مظلوموں کی حمایت' امن کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے' کیا یہ اپنا کام ختم کر چکے' کیا دنیا سے برائیاں اور بداخلاقیاں دور ہو چکیں' کیا اب کسی پر اور خود اس پر ظلم نہیں ہوتا۔

کیا اسی کے حقیقی بھائیوں کے ساتھ مراکش' الجزائر' تونس' طرابلس' بخارا' سمرقند وغیرہ میں جانوروں سے بدتر سلوک نہیں کیا جا رہا ہے؟ دشمنوں کو ان کی حالت پر رحم آ رہا ہے اور سوچنے والوں کی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے اور کھانے پینے میں مزا نہیں آتا' کیا ان کو اس کی خبر نہیں یا اثر نہیں؟ دونوں حد درجہ حیرت ناک ہیں' کیا یہ جن کے چہروں پر فاتحانہ مسرت' لبوں پر کامرانی کی مسکراہٹ' آنکھوں میں شادمانی کی چمک ہے' دنیا کی وہی سب سے بڑی مصیبت زدہ اور بدبخت قوم ہے' جس پر روز بروز زمین تنگ ہوتی جاری ہے' اور جس کے وہ ملک ہاتھ سے نکل گئے' جو دل کے ٹکڑوں اور اولاد سے بڑھ کر تھے' جن کے ایک ایک بالشت کی قیمت مسلمانوں نے خالد' ابوعبیدہ' سعد و معاذ رضی اللہ عنہم طارق و محمد بن قاسم' نورالدین و صلاح الدین رحمہم اللہ کی جان اور خون سے ادا کی تھی' جن میں کا ہر ایک اس وقت کے کل مسلمانوں سے زیادہ قیمتی ہے کاش کہ ان میں کا ایک ہی ہوتا اور ان میں کا ایک بھی نہ ہوتا۔

کیا یہ وہی قوم ہے جن کی غیرتیں' جن کی آبرو' جن کے نبی کا ناموس' جن کا قبلہ و کعبہ اور جن کے شعائر دینی کسی وقت محفوظ نہیں اور جن کی زندگی اور موت' جن کے قلب' دماغ اور جن کی اولاد بھی دوسروں کے ہاتھوں میں رہے۔

کیا یہ وجیہ چہرے' یہ شاندار و باوقار صورتیں' یہ بارعب جسم وہی ہیں' جو تجربہ کار دشمن و دوست کی نظر میں سب سے زیادہ حقیر' بے وقار و بے رعب ہیں۔

"اور جب تم ان کو دیکھو گے' ان
کے جسم بڑے بھلے معلوم ہوں گے اور جب
کچھ کہنے لگیں گے تو تم کان لگا کر سننے
لگو گے (لیکن ان کی حقیقت کیا ہے؟) گویا
کہ یہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں ہر آواز کو
اپنے خلاف ہی سمجھتے ہیں۔" (المنافقون)

اور کیا یہ جو کاندھے سے کاندھا ملائے' پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں' یہاں اور یہاں سے باہر عدالتوں میں اور عدالتوں سے باہر دشمنوں کی طرح لڑ چکے ہیں اور لڑتے رہتے ہیں' یہ کاندھے سے کاندھا پہلو سے پہلو ملائے ہوئے ہیں' لیکن ان کے دل بالکل الگ الگ ہیں:

"تم ان کو اکٹھا سمجھتے ہو' حالانکہ ان
کے دل علیحدہ ہیں۔"

کیا وہ قوم قیامت تک بھی کبھی مسرور و مطمئن ہو سکتی ہے' جس کی تاریخ میں ایک مرتبہ بھی اسپین کا واقعہ ہو چکا ہو اور جس کے دوسرے ممالک بھی اسپین بن چکے ہیں اور بنتے جاتے ہوں۔

کیا وہ قوم اطمینان کی سانس لے سکتی ہے جو اپنے نبی کی وصیت:

"اخرجوا الیہود و النصاریٰ
من جزیرۃ العرب۔"

"یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ
عرب سے نکال دو۔"

پوری نہ کر سکتی ہو۔

کیا وہ قوم جس کے اوقاف و املاک (خصوصاً جہاز ریلوے جو بیواؤں اور یتیموں اور غریب مسلمانوں کے پیسہ پیسہ سے تیار ہوئی اور جو تمام مسلمانوں کی ملک ہے) پر غاصبوں کا قبضہ ہو' اپنے کو کچھ بااختیار سمجھ سکتی ہے۔

اور کیا وہ قوم جس کے ملک لاوارث مردہ کے مال کی طرح دوسروں میں تقسیم ہو سکتے ہیں' وہ زندہ کہی جا سکتی ہے؟

حسرت:

جتنا علم ہوتا جاتا ہے' اتنے ہی آنکھوں سے پردے اٹھتے جاتے ہیں اور دل کی حالت بدلتی جاتی ہے' اکثر اطمینان کے بجائے حیرت اور مسرت کے بجائے حسرت ہوتی ہے' اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

"لو تعلمون ما اعلم
لضحکتم قلیلاً و لبکیتم کثیراً"

"اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں
تو تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔"

آپ جب دیکھتے ہیں کہ ایک ضعیف پیر مرد کے جوان' جوان توانا و تندرست بیٹے اور پوتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑھاپے میں اس کا سہارا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں' ان کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہوگا کہ جو باغ میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا وہ میری زندگی میں پھل پھول رہا ہے' ایسے اقبال مند تھوڑے ہوتے ہیں' اس کی مٹی ٹھکانے لگے گی' مگر جب وہ پیر مرد ان کو دیکھتا ہے تو دل پکڑ کر رہ جاتا ہے کہ ان میں سے ایک بھی مرتے ہوئے میرے حلق میں پانی ٹپکانے کا روادار نہیں' وہ کہتا ہے کہ کاش کہ یہ نہ ہوتے تو یہ حسرت تو نہ ہوتی کہ ہو کر کے بھی میرے نہیں۔

یہی حالت اس وقت ہماری ہے' اسلام جب اپنی اولاد پر نظر ڈالتا ہے تو کہتا ہے بہت ہیں اگر کام کے ہوتے تو ان سے بہت کم بھی کافی تھے' یہ سب میرے ہی نام سے پکارے جاتے ہیں اور میرے ہی کہلاتے ہیں' لیکن ان میں سے میرے کام کے تھوڑے ہیں' خدا کا شکر ہے کہ آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے عیب چھپے ہوئے ہیں' اگر پردہ اٹھ جائے تو آنکھیں دیکھیں کہ کمزوریوں کا' نقائص کا' عیوب کا اور گناہوں کا بازار اور میلہ لگا ہوا ہے' اور ان زرق برق لباسوں میں بہت سے جانور اور درندے ہیں' لیکن اگر ہماری آنکھوں پر پردہ پڑا ہے تو عالم الغیب تو دیکھ رہا ہے' وہ صورتیں نہیں دیکھتا نام نہیں پوچھتا' وہ دل اور عمل دیکھتا ہے:

"ان اللہ لاینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم۔"

"اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا' بلکہ تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔"

وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ انسان نہیں' انسانوں کا کوڑا کرکٹ ہیں' جن میں دانے اور کام کے موتی بہت تھوڑے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم پر قومیں اس طرح اکٹھا ہو جائیں گی' جس طرح کھانے والے لگن پر' لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہماری تعداد کی کمی کی وجہ سے؟ فرمایا: نہیں تم بہت ہوگے' لیکن تمہارا رعب ان کے دلوں سے اٹھ جائے گا' اور ان کا رعب تمہارے دلوں میں پڑ جائے گا' تم سیلاب کے کوڑے کرکٹ کی طرح ہو جاؤ گے۔

یہ تو اللہ دیکھتا ہے' لیکن ہم جو دیکھتے ہیں وہ یہ ہے:

۱:...... ان میں بیسیوں وہ لوگ ہیں جو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور شرک' توحید و رسالت کے متعلق سرے سے ان کا کوئی عقیدہ ہی نہیں' ایسے بھی ہیں جن کو کلمہ بھی یاد نہیں' ایسے کثرت سے ہیں جن کے دل میں توحید پوری طرح سے نہیں اتری نہ شرک سے ان کو کوئی نفرت ہے' ایسے بھی کچھ کم نہیں کہ قرآن کریم کے مطابق صریح شرک و بت پرستی میں مبتلا ہیں۔

۲:...... ایسے سینکڑوں ہیں جو اسلام کو بالکل نہیں سمجھتے' نہ کبھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں' ان کو اسلام یا اسلامی نام گھر کے اور سامان اور روایات کے ساتھ باپ دادا کے ترکہ میں ملا ہے' اس کے متعلق ان کو اور کوئی علم نہیں' وہ نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے' اسلام کے کیا حقوق اور شرائط ہیں' اسلام نے ان کی زندگی میں کوئی درستی یا فرق کیا یا نہیں۔

۳:...... ایسے بہت ہیں جن کی زندگی اور موت کسی طرح اسلام کے مطابق نہیں اور ان کے رسم و رواج' شادی غمی' تمدن و معاشرت' وضع قطع' نشست و برخاست معاملات و تعلقات کسی سے بھی کوئی ان کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔

۴:...... ایسے اکثر ہیں جو کسی معنی میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے مفید نہیں اور ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

۵:...... ایسے بہت ہیں کہ ان سے اسلام کے نام اور اس کی شہرت و عزت و کامیابی کو نقصان پہنچ رہا ہے' ان کو دیکھ کر اور ان کے ساتھ رہ کر لوگ اسلام سے بدعقیدہ اور کبھی مرتد ہو جاتے ہیں۔

۶:...... بہت سے ایسے ہیں' جن کو اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے' اسلامی شعائر اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے لئے مفت اور بہت تھوڑی قیمت پر ہر وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۷:...... ایسے بہت زیادہ ہیں' جن کو اسلام کے ساتھ کوئی دلچسپی اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی محبت و ہمدردی نہیں' ان کو ان کی مشکلات و ضرورت کا کوئی علم نہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کہاں کہاں بستے ہیں اور وہ ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

۸:...... ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں' مسلمان کہلانے سے شرماتے ہیں اور مذہب پر ہنستے ہیں۔

۹:...... ایسے بہت ہیں جو اپنی اور مسلمانوں کی حالت پر قانع ہیں' انہیں اسلام اور مسلمانوں کی عزت غلبہ اور ترقی کے دیکھنے کا کبھی کوئی شوق اور ارمان نہیں ہوتا اور نہ موجودہ ذلت سے کوئی تکلیف ہوتی ہے' ان کو یہ چیز کوئی غیر معمولی نہیں معلوم ہوتی' بہت ایسے ہیں کہ خود اپنی نظر میں ان کی کوئی عزت نہیں' وہ اپنی قیمت نہیں جانتے' اپنی تاریخ' اپنے ماضی' اپنے اسلاف اور بزرگوں سے بالکل ناواقف ہیں' وہ کسی وقت ان پر فخر اور اپنے اسلام پر شکر نہیں کرتے اور نہ ان کو ان کی پیروی کا شوق ہے اور نہ کھوئی چیزوں کا افسوس' ان کے سامنے اسلام کا کوئی اصلی نمونہ اور اس کا کوئی بلند تخیل نہیں اس لئے وہ سخت دل شکستہ اور مایوس ہیں۔

۱۰:...... اکثر ایسے ہیں جو محض دیکھا دیکھی اور رسمی مسلمان ہیں' اس لئے نہ ان کو اسلام کا علم ہے نہ اس پر فخر و شکر ہے' نہ اس میں ان کو کوئی لطف ہے اور نہ ان کے اخلاق و اعمال پر اس کا نور و برکت و اثر ہے۔

بتایئے کہ ایسے مجمع کو دیکھ کر کیا خوشی ہو؟

حقیقت میں آج کل جہاں مسلمان جمع ہو جائیں' وہاں عقائد و مذہب کا عجائب خانہ' دینی و روحانی امراض کا بیمارخانہ عیوب کا بازار لگ جاتا ہے' مگر:

"یہ رونے کی جا ہے تماشا نہیں ہے"

عبرت:

اب مسرت و حیرت و حسرت کے بعد عبرت

ہی کا درجہ ہے' مبارک ہیں وہ لوگ جو اس درجہ کو بھی طے کر لیں: ''ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار''

آیئے ہم اپنا مقابلہ اسلام کے پہلے نمونوں سے کریں:

(۱) صحابہ کرامؓ گنتی کے تھے اور تمام دنیا پر بھاری تھے۔

(۲) ہم لاتعداد ہیں اور زمین پر بھاری ہو رہے ہیں۔

(۳) ہم سب کچھ تھے اور کچھ نہ رہے۔

(۴) صحابہ کرامؓ کی دنیا عزت اور اطمینان سے بسر ہوتی تھی اور آخرت اس سے کہیں بہتر۔

(۵) ہماری زندگی سخت ذلت' فکر و پریشانی سے گزرتی ہے اور آخرت کی بھی بظاہر امید اچھی نہیں۔

اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ یہ کس چیز کی نحوست ہے اور وہ کس چیز کی برکت تھی؟ صحابہ کرامؓ کے پاس کون سا کیمیا کا نسخہ تھا' کیا کرامت تھی ان کی زندگی میں بیٹھے بیٹھے کیا انقلاب ہوا' جس سے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا' ان کی پوری زندگی کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سوا کوئی قابل ذکر غیر معمولی واقعہ نہیں ہوا کہ انہوں نے اپنی زندگی و موت' عقل ورائے' دل و دماغ' مرضی و اختیار اور اپنی پوری مشین کی کنجی ایک انسان کو سپرد کر دی تھی' جو معصوم تھا خود دنیا کا سب سے بڑا حکیم تھا اور اس کے مشورہ و حکم سے کام کرتا تھا' جس سے غلطی ہونی ممکن نہیں' اسی کی وحی سے بات کرتا تھا' اسی کی روشنی میں چلتا تھا:

''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ''

ترجمہ: ''رسول اپنی خواہشات سے بات نہیں کرتا' اس کی گفتگو محض وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔''

وہی ان کو اٹھاتا تھا' بٹھاتا تھا' چلاتا تھا پھراتا تھا' جدا کرتا تھا' ملاتا تھا:

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

پھر دنیا کی کون سی قوت کون سی عقل تھی جو ان کا مقابلہ کرتی' وہ خدا کی تقدیر اور قضا مبرم بن گئے تھے' جو ٹل نہیں سکتی تھی' وہ خود کیا کر رہے تھے' اللہ اور اس کا رسول کر رہا تھا۔

جس وقت اس نادان کمسن بچے (امت) نے اس اتالیق اعظم' اس مربی اکبر' اس دانا' جہاندیدہ کی انگلی چھوڑ دی' وہ بچہ ارگلیوں میں بھیڑ میں پڑ گیا' وہ جتنا چلتا ہے' اپنے گھر سے دور ہوتا جاتا ہے' چلاتا ہے اور روتا ہے' مگر کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑتا' وہ بھوکا ہے اور پیاسا ہے' مگر کسی کو اس پر ترس نہیں آتا۔

وہ اتالیق اب بھی ان تمام لوگوں سے اس بچے سے زیادہ قریب ہے' زیادہ شفیق ہے' جن کی صورت یہ تکتا ہے مگر وہ منہ پھیر لیتے ہیں' جن کا ہاتھ یہ پکڑنا چاہتا ہے مگر وہ چھڑا لیتے ہیں' لیکن وہ بچہ اس کی طرف کسی طرح سے متوجہ نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ ہم میں اور ان میں جو فرق ہے وہ اتباع کا ہے' وہ نسخہ کیمیا (قرآن کریم) اب بھی موجود ہے' استعمال کرنے کی دیر ہے' نسخہ استعمال کرنے والا اور نسخہ پڑھنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

قرآن مجید پڑھو یا پڑھوا کر سنو' فرائض و احکام کی فہرست دیکھو' جو کمی ہو پوری کرو' اپنی اپنی اصلاح کرو کہ قوم کی اصلاح اسی طرح ہوگی۔

☆☆..............☆☆

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اور فرمایا کہ حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما پر پڑھ کر دم کیا کرو۔

ابن عساکر میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے' آپ علیہ السلام اس وقت غمزدہ تھے' سبب پوچھا تو فرمایا: حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو نظر لگ گئی ہے' فرمایا: یہ سچائی کے قابل چیز ہے' نظر واقعی لگتی ہے۔ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کلمات کیا ہے؟ فرمایا: یوں کہو:

''اَللّٰھُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِیْمِ وَالْمَنِّ الْقَدِیْمِ ذَا الْوَجْهِ الْكَرِیْمِ وَلِیَّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ وَالدَّعْوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْیُنِ الْاِنْسِ۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی' وہیں دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! اپنی جانوں کو' اپنی بیویوں کو اور اپنی اولاد کو اسی پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو' اس جیسی اور کوئی پناہ کی دعا نہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر: ج:۵' ص:۳۱۶' از بکھیرے موتی)

مرسلہ: قاضی ابو محمد

خواتین کے حوالے سے

اسلام پر تنگ نظری کا الزام

مولانا عبدالرحمٰن نگرامی ندوی

کہا جاتا ہے کہ مذہب اسلام نے جنس لطیف کی تکمیل کے متعلق کوئی خاص قانون مرتب نہیں کیا اور نہ ان کو دنیا میں نعم الٰہیہ سے مستفید ہونے کا کافی موقع دیا' کیا یہ واقعہ ہے؟ ہرگز نہیں' بے شک ایک مسلمان عورت اہل روما کے عقائد کے مطابق گھر کا اثاثہ نہیں کہ شوہر کو اس کی بیع وشراء اور ابقاء وافنا کا حق حاصل ہو اور نہ وہ یونانیوں کے قانون مذہب کے لحاظ سے ایک زبردست شیطان ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس کی تحقیر وتذلیل میں کوشش کی جائے' بلکہ وہ نظام عالم کے قائم رکھنے میں مردوں کے نصف مساوی سہیم وشریک ہے' اس کے ذمہ نسل جدید کی تہذیب وتربیت' اخلاق کی درستی واصلاح' مذہبی پابندی واستواری کا اہم فریضہ ہے' چنانچہ آگے چل کر ہم اس کے متعلق صاف تصریحات پیش کریں گے۔

بہت سے نادان اپنی تنگ نظری کے سبب عورتوں کی اس پستی وتنزلی کو اسلامی تعلیمات کا نتیجہ سمجھتے ہیں' کیا یہ حقیقت ہے؟ اور واقعی اسلام کا دامن اس سے آلودہ ہے؟ حاشا وکلا ان اللّٰہ بری من ذلک و رسولہ۔

اصل یہ ہے کہ ہمارے ملک میں رسم ورواج کی بندش نے کچھ اس قسم کی صورت اختیار کرلی ہے اور ان پر سختی کے ساتھ پابندیوں کا کچھ ایسا روغن ملا گیا ہے کہ سطحی نظر میں ان کے مذہبی احکام ہونے کا دھوکہ ہوتا ہے' حالانکہ صورت واقعہ اس کے بالکل خلاف ہوتی ہے' عورتوں کے اس دور تنزل کی عمر زیادہ سے زیادہ دو صدی تجویز کی جاسکتی ہے' ورنہ اگر صرف ہندوستان کی تاریخ پر غور کیا جائے تو سینکڑوں خواتین شجاعت وشہامت' علوم وفنون سپہ گری وبہادری کے زیور سے آراستہ ملیں گی۔

عرصہ ہوا کہ مصر کے مشہور رسالہ ''المنار'' میں ''المرأۃ فی الاسلام'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا گیا تھا' جس میں حقوق نسواں کی مکمل تاریخ درج تھی' اس کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد قدیم میں یورپ وایشیا کے تقریباً ہر حصہ اور قوم میں عورت ایک ذلیل اور پست درجہ مخلوق سمجھی جاتی تھی' عرب کے بعض قبائل میں دختر کشی کی جو رسم ادا کی جاتی تھی' وہ اسی خیال پر مبنی تھی کہ لڑکی کا ہونا ان کیلئے ہم چشموں میں ننگ وعار کا باعث تھا' بہرحال اس وقت ارض الٰہی کا کوئی ٹکڑا ایسا نہ تھا' جس میں اس نازک مخلوق کے حقوق بے دردی کے ساتھ پامال نہ کئے گئے ہوں' اسلام کے آب حیات نے اس تن مردہ میں جو روح پھونکی' اس کا اندازہ حضرت عمرؓ کے اس قول سے کیا جاسکتا ہے:

''ظہور اسلام سے قبل ہمارے دلوں میں عورتوں کی کوئی وقعت نہ تھی' لیکن اسلام نے آکر ہمیں اس غفلت سے بیدار کیا' اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اس کا تذکرہ کیا' تب ہم نے سمجھا کہ ان کے بھی ہمارے ذمہ کچھ حقوق ہیں۔''

یہ جملہ حقیقت میں ان خیالات کا آئینہ دار ہے' جو اسلام سے قبل عرب ممالک میں عورتوں کے متعلق موجود تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق میں ایک معتد بہ اضافہ کیا' بلکہ ان کے حقوق کا ایک نیا باب کھول دیا' ہم نے اوپر بتایا ہے کہ شریعت نے تکمیل معاشرت میں عورت ومرد دونوں کو مساوی حقوق دیے ہیں اور خاندان واولاد کے صلاح وفساد کا دونوں کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے' ہمارے اس دعوے کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اس روایت سے ملتی ہے:

''مرد اپنے اہل کا راعی بنایا گیا ہے اور اس سے ان کے متعلق جواب طلب ہوگا اور عورت خاوند کے گھر کی سنبھالنے والی ہے اور اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔''

ان ہی کی دوسری روایت میں ایک اور لفظ کا اضافہ ہے:

''المرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ۔''

ترجمہ: ''عورت خاوند کے گھر اور اولاد کی ذمہ دار ہے۔''

روحی فداہ ﷺ افصح العرب والعجم تھے اور

آپ ﷺ کی اصلی شان یہ تھی کہ ''اوتیت جوامع الکلم'' آج ہمارے یہاں عورتوں کے متعلق کس قدر مباحثہ درپیش ہے اوروں کو چھوڑ دو ایک تعلیم کے مسئلہ میں کس قدر شدید اختلاف ہیں' لیکن اس ایک مختصر لفظ نے ان تمام قضیوں کا فیصلہ کر دیا' جب عورتیں امور خانہ داری سے نابلد رہیں گی' تو وہ شوہر کے گھربار کی نگہداشت کیونکر کر سکتی ہیں؟ جب تک عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں گی' دیگر فنون سے فی الجملہ اور اصول حفظان صحت سے کافی واقفیت نہ رکھیں گی' تو اپنی اولاد کی حفاظت اور تربیت واصلاح کا کام کیا خاک انجام دیں گی؟ اگر ایسا ہے تو وہ لوگ جو عورتوں کی تعلیم کے مخالف ہیں' اس فرمان کے بعد کیا پیغمبر خدا ﷺ کی بازپرس کے لئے تیار ہیں؟ راعیہ کے لفظ سے جو اہمیت پیدا ہوئی ہے' وہ ظاہر ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جو فن اسرار شریعت کے ایک زبردست امام ہیں' اسرار نکاح میں اسی مساوات حقوق کا تذکرہ فرمایا ہے' وہ فرماتے ہیں:

''انسان کے فطری اور ضروری حوائج دو طرح کے ہیں' بعض ایسے ہیں کہ جن کی تکمیل وہ خود کر سکتا ہے اور بعض ایسے کہ جن کے انصرام میں عورت کی حاجت ہوتی ہے (علی ہذا القیاس عورت کا بھی یہی حال ہے) اسی لئے شریعت نے نکاح کو ضروری قرار دیا ہے۔'' (حجۃ البالغۃ:۴۰)

دوسرے الفاظ میں گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت انسانیت کو مکمل کرنے والی مخلوق ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

''جب کسی شخص نے نکاح کر لیا تو گویا اس نے اپنا دین مکمل کر لیا۔'' (مشکوٰۃ)

کیونکہ اعمال انسانی کی دو قسمیں ہیں' ایک وہ اعمال وافعال ہیں' جن کا تعلق آخرت سے ہے اور دوسرے وہ جن کا تعلق معاشرت دنیاوی سے ہے' انعقاد رسم نکاح کے بعد گویا امور معاشرت کی ایک گونہ تکمیل ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید کی بعض آیات اس حیثیت کو اور بھی صاف اور واضح کرتی ہیں' مثلاً ارشاد ہے:

''وہ عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔''

(البقرہ:۱۸۷)

لباس انسان کے لئے ایک ضروری چیز ہے' عموماً لوگ دوسری چیزوں کی بہ نسبت اس کی تزئین و آرائش کا زیادہ خیال رکھتے ہیں' اسی لئے قرآن مجید نے مرد اور عورت کی حیثیات کو واضح کرتے ہوئے لباس کا لفظ استعمال کیا ہے کہ تم میں ہر ایک دوسرے کے لئے لباس ہے' اس لئے مرد اور عورت کے ساتھ عورتوں کی حیثیت کو اس سے بھی زیادہ بہتر دکھلایا ہے:

''تمہاری عورتیں کھیتوں کی طرح ہیں' جس طرح چاہو ان کے پاس آؤ۔''

(البقرہ:۲۲۳)

گو یہ آیت مفسرین کے قول کے مطابق ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے' لیکن تفسیر کا عام اصول یہ ہے' خصوصی واقعہ کے سبب سے لفظ کے عام استنباط باطل نہیں کئے جا سکتے۔ اس آیت میں عورتوں کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے' جو ایک نہایت عزیز اور سودمند چیز ہے کہ کوئی کاشت کار بھی اپنی زراعت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا' اسی طرح مردوں سے خطاب کیا گیا ہے کہ تم کو اپنی عورتوں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھنا چاہئے جو کاشت کار اپنی زراعت کے ساتھ روا رکھتا ہے' یہ قرآن مجید کا مخصوص طرز ادا ہے' کیا اس سے بھی بڑھ کر حسن معاشرت کی کوئی تعلیم دی جا سکتی ہے' ان دونوں کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے' لیکن الفاظ مختلف ہیں' اس میں بھی ایک خاص نکتہ ہے' لیکن اس کے بیان کرنے سے پہلے ایک اور مقدمہ ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

قرآن مجید میں عموماً احکام کا مخاطب اہل عرب کو بنایا گیا ہے اور زیادہ تر انہیں کی اصلاح کو مقدم رکھا گیا ہے تاکہ پہلے ایک قوم کو راہ پر لایا جائے اور پھر اس کے ذریعہ سے دوسری قوموں کی اصلاح کی جائے' اس لئے عرب قوم کا انتخاب کیا گیا کیونکہ ان کا ملک جغرافیائی حیثیت سے کرہ ارض میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے' اسی لئے اور احکام کی طرح عورتوں کے حقوق کی طرف بھی پہلے انہیں کو دعوت اصلاح دی گئی۔ عرب میں دو قسم کے لوگ آباد تھے' ایک وہ جن کا کوئی ایک مقام متعین نہ تھا' مختلف مقامات پر رہتے' کھیتیاں کرتے' فصل کاٹتے اور دوسری طرف چلے جاتے' دوسرے وہ لوگ جو شہروں میں آباد تھے' ان کا عام پیشہ تجارت تھا' ظاہر ہے کہ پہلے گروہ کے لئے کھیتی باڑی سے زیادہ دوسری کوئی چیز عزیز نہیں' دوسرے گروہ کے لئے ظاہری آرائش وزیبائش مقدم چیز ہے جس کا جزو اعظم لباس ہے' قرآن مجید کے مخاطب یہی دو گروہ ہیں' انہیں دونوں گروہوں کو عورتوں کی زبردست حیثیات سمجھانے اور ان کے دلوں میں صنف نازک کی وقعت پیدا کرنے کے لئے دو مختلف مثالوں سے کام لیا گیا ہے اور لباس و حرث کے جداگانہ الفاظ استعمال کئے گئے' پہلے سے اہل حضر اور دوسرے سے بادیہ نشینوں کی تفہیم مقصود ہے' اس دعویٰ کے اثبات کے بعد اب ہم چند چیزوں کی تفصیل کرنا چاہتے ہیں' جن کے متعلق گزشتہ صفحات میں ہم ضمناً اشارہ کر آئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ اہل عرب عورتوں کی کچھ قدر و منزلت نہیں کرتے تھے اور ان کے نزدیک عورتوں کی زیادہ سے زیادہ وہی وقعت ہوسکتی تھی جو ایک انسان اپنے مملوکات و مقبوضات کی کرسکتا ہے اور ان کی ذات کے متعلق شوہروں کو وہی حقوق ملتے جو دیگر اسباب معیشت پر حاصل ہوتے تھے' لیکن شارع نے ہر جگہ عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت' سلوک نیک اور خوش معاملگی کی تعلیم دیتے ہوئے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ عورتوں پر تم کو وہی حقوق حاصل ہیں' جو شریعت نے دیئے ہیں' چنانچہ ابن ماجہ کی روایت ہے:

''تم کو عورتوں پر سوائے مخصوص حقوق کے اور کوئی دسترس حاصل نہیں ہے' لیکن ہاں جب کوئی گناہ کریں۔''

جو لوگ حریت نسواں کے حامی ہیں اور اس کے صحیح مفہوم سے واقف ہیں' وہ غور کریں جنس لطیف کی آزادی کی حدود اس سے زیادہ اور کیا وسیع ہوسکتی ہیں؟ بے شک حدود الٰہیہ اور اپنے فرائض سے اعراض کرنے کی صورت میں کون سا حیاء پرور اور صحیح الدماغ انسان ہے جو اسلام کی اس تعلیم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کردے' البتہ یورپ کے اندھے مقلد اس کے لئے تیار ہوں گے کہ عورتوں کو اس درجہ آزادی دی جائے کہ وہ فواحش و کبائر میں مبتلا رہیں اور شوہروں کو ان سے باز پرس کا حق نہ حاصل ہو' لیکن ایسا کرنا انسانی حیا و شرم کا خون کرنا ہے' بعض مواقع پر حضور اکرم ﷺ نے عورت کو دنیا کی سب سے زیادہ گراں مایہ پونجی سب سے زیادہ عزیز متاع سے تعبیر فرمایا ہے' ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

''دنیا ایک دکان متاع ہے' جن میں سب سے بہتر پونجی صالح عورت ہے۔''

اس فضیلت کا راز وہی ہے جو ہم اوپر ظاہر کرچکے ہیں کہ عورت سلسلہ تکمیل انسانیت کی ایک زبردست کڑی ہے' بخاری شریف کی ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''المراۃ کالضلع''

ترجمہ: ''عورت پسلی کی طرح ہے۔''

اس ارشاد کی پوری تصویر تھوڑی سی طبی تشریح کے بعد ذہن میں آسکتی ہے' نوع انسان کے مختلف افراد ہیں' ان افراد کا مجموعہ گویا ایک ڈھانچہ ہے' جس میں عورت کو پسلی سے تشبیہ دی گئی ہے' اب دیکھو کہ ماہرین طب' مجسمہ انسانی میں ضلع (پسلی) کے فوائد بتلاتے ہیں' اس سے تمہیں معلوم ہوگا کہ وہی حیثیت افراد نوع انسانی میں عورت کو حاصل ہے' علم افعال الاعضاء (فیزیولوجی) کے لحاظ سے پسلی کا کام پھیپھڑے' اور قلب کی حفاظت کرنا ہے' انسان کی قدرتی مشین انہیں دو پرزوں کے ذریعہ چلتی ہے' پھیپھڑے کے ذریعہ سانس لی جاتی ہے' اسی پر زندگی کی آئندہ رفتار کا دارومدار ہے اور قلب کا کام قوام بدن کی نگہداشت کرنا ہے' لیکن ان دونوں کی حفاظت ''ضلع'' سے متعلق ہے۔

بعینہ یہی حال عورت کا بھی ہے' اولاً یہ کہ اس سے آئندہ نسل کے چلنے کی امید ہے' شوہر کی تمام ضروریات کی فراہمی و نگہداشت اس کے ذمہ ہے' ان دونوں کا کام عورت کے بغیر درست نہیں ہوسکتا' فطرت کی طرف سے پسلی کی جو ساخت ہے' اگر تم اس میں کوئی تغیر کرنا چاہو تو کرسکتے ہو' مگر اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ کہ اس کل کے تمام پرزے ایک لمحہ میں تتر بتر ہوجائیں گے اسی طرح قانون قدرت کا جو تقاضا ہے' اس میں کمی بیشی' افراط و تفریط ہرگز نہ کرنا چاہئے' ورنہ اس کا وہی حشر ہوگا کہ خاندان کا خاندان برباد ہوجائے گا۔

دنیا میں آج بہت سی اقوام مال و دولت کی تلاش میں حیران و سرگرداں ہیں' مسلمانوں کو احکام مذہب کی رو سے ملکی' قومی' سیاسی' مذہبی ضرورت کے پورا کرنے کے بعد تفاخر و تکاثر کی نیت سے مال جمع کرنا نازیبا ہے' ان کی اصل غرض و غایت اعلائے کلمۃ اللہ اور معارف الٰہیہ کی تشریح و توضیح ہے' اسی لئے جب مال جمع کرنے کی ممانعت کردی گئی (ملکی اور مذہبی ضروریات مستثنیٰ ہیں) تو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ پھر ہم کس چیز کے جمع کرنے کی کوشش کریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قلب شاکر' لسان ذاکر اور زوجہ مومنہ کے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔''

(ابن ماجہ)

پہلی دو چیزوں کے متعلق کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی' زوجہ مومنہ کے ذکر کے بعد اس سبب کا بھی بیان کردیا گیا ہے کہ وہ تمہاری معین و مددگار ہوگی' یہ روایت تفصیل کے ساتھ ابن ماجہ میں مذکور ہے۔

جبکہ ترمذی کی ایک روایت میں آیا ہے:

''تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی عورت سے اچھا سلوک کرتا ہے۔''

اور ان سے زیادہ جامع' قرآن مجید کا یہ فرمان ہے:

''عورتوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔'' (النساء:۹)

کیا ان کھلی ہوئی تحریرات کے بعد بھی انصافاً اسلام میں صنف نازک کے متعلق تنگ نظری کا الزام قائم کیا جاسکتا ہے؟

☆☆......☆☆

رُوح افزا
مشروبِ مشرق
جب چھوٹی چھوٹی باتیں کردیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصہ، ایسے میں رُوح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔
پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
ہمدرد
SGS
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 CERTIFIED
www.hamdard.com.pk

شب برأت...... تحقیقی تجزیہ

شعبان کی پندرھویں شب کی مناسبت سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ' کا ایک تحقیقی بیان نذر قارئین ہے' جس میں حضرت شہیدؒ نے بعض اعمال کی فضیلت کے ساتھ ساتھ کچھ قبیح بدعات کی بھی نشاندہی فرمائی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

آج شعبان کی پندرھویں رات ہے، میرا تو بیان کرنے کا ارادہ نہیں تھا، مگر احباب نے تقاضا کیا کہ کچھ بیان کیا جائے، تو خیال ہوا کہ اس رات کے بارے میں جو روایات وارد ہوئی ہیں وہ آپ کی خدمت میں پیش کردوں اور ان سے جو احکام وفضائل نکلتے ہیں ان کو ذکر کردوں، صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں پانچ روایات ذکر کی ہیں۔

پہلی حدیث:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات آنحضرت ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پایا، میں ان کی تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ ﷺ (مدینہ طیبہ کے قبرستان) بقیع میں ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کیا تو یہ اندیشہ رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ تجھ سے بے انصافی کریں گے؟ (یعنی تیری باری میں کسی اور کے پاس تشریف لے جائیں گے؟) میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے، ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی نصف شب کو قریب کے آسمان (دنیا) کی طرف نزول فرماتے ہیں، پس اتنے لوگوں کی بخشش فرما دیتے ہیں، جو تعداد میں بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں (بنوکلب عرب کا ایک قبیلہ تھا، وہ بکریاں پالنے میں مشہور تھا، اور تمام قبائل سے زیادہ اس کے پاس بکریاں ہوا کرتی تھیں، ناقل) تو بنوکلب کے قبیلے کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ، اللہ تعالیٰ بخشش فرماتے ہیں۔''

(ترمذی ج:۱ ص:۱۵۶)

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اسے ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے، اور رزین کی روایت میں ہے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

کہ یہ ایسے لوگ ہوں گے جو دوزخ کے مستحق تھے۔

امام ترمذیؒ اس حدیث کو روایت کرکے کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے سنا کہ وہ اس حدیث کو کمزور اور ضعیف قرار دیتے تھے۔

دوسری حدیث:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تو جانتی ہے کہ یہ رات کیسی ہے؟ یعنی نصف شعبان کی رات؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! (ﷺ) اس میں کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: اولاد آدم میں سے اس سال میں جو بچہ پیدا ہونے والا ہو، اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے، اور سال بھر میں جتنے انسان مرنے والے ہوتے ہیں، ان کا نام لکھ دیا جاتا ہے، اور اس میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں، اور اس رات میں بندوں کے رزق نازل کئے جاتے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص جنت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر داخل نہیں ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ نہیں! کوئی شخص بھی جنت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر داخل نہیں ہوگا، تین مرتبہ فرمایا، میں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ بھی نہیں؟ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سر پر رکھا اور فرمایا: ''وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِرَحْمَتِہٖ'' (میں بھی جنت میں داخل نہیں ہوں گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ مجھ کو ڈھانپ لیں) یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی، یہ روایت امام بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے۔''

(مشکوٰۃ ص:۱۱۵ بحوالہ بیہقی فی الدعوات الکبیر)

تیسری حدیث:

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ بے شک اللہ تعالیٰ جھانکتے ہیں نصف شعبان کی رات میں، پس مغفرت فرمادیتے ہیں اپنی تمام مخلوق

کی، مگر مشرک کی، یا کینہ رکھنے والے کی بخشش نہیں فرماتے۔"

(مشکوٰۃ ص:۱۱۵ بحوالہ ابن ماجہ)

چوتھی حدیث:

مسند احمد میں یہی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور ان کی روایت میں ہے:

"مگر دو آدمیوں کی بخشش نہیں فرماتے، ایک کینہ رکھنے والا اور دوسرے قاتل نفس، یعنی کسی دوسرے مسلمان کو قتل کرنے والا۔"

(مشکوٰۃ ص:۱۱۵ بحوالہ مسند احمد)

پانچویں حدیث:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب نصف شعبان آجائے تو تم اس کی رات میں قیام کیا کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس میں سورج کے غروب ہونے سے لے کر طلوع فجر تک قریب کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا ہے کوئی استغفار کرنے والا! بخشش مانگنے والا! کہ میں اس کی بخشش کردوں؟ کیا ہے کوئی رزق مانگنے والا! کہ میں اس کو رزق دوں؟ کیا ہے کوئی کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا کہ میں اس کو عافیت دوں؟ کیا ہے کوئی فلاں؟ کیا ہے کوئی فلاں؟ اللہ تعالیٰ برابر یہ ارشاد فرماتے رہتے ہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجائے۔"

(مشکوٰۃ ص:۱۱۵ بحوالہ ابن ماجہ)

ان پانچ روایتوں میں ایک روایت تو ترمذی کی ہے، جس کو خود امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے، دو روایتیں ابن ماجہ کی ہیں۔ حدیث شریف کی چھ کتابیں صحاح ستہ کہلاتی ہیں، اور ان میں ابن ماجہ سب سے کمزور تر درجہ کی کتاب کہلاتی ہے۔ بعض علماؒ نے تو یہ اصول وضع کردیا کہ وہ روایت جو صرف ابن ماجہ میں ہو، باقی صحاح ستہ کی کتابوں میں نہ ہو، کمزور ہوتی ہے، اور ابن ماجہ کی چالیس روایتوں میں سے علماؒ نے ایک ایک روایت کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ تو دو روایتوں کا صرف ابن ماجہ میں ہونا ہی اس کے ضعیف ہونے کی کافی دلیل ہے۔ ایک روایت مسند احمد کی ہے، اس کتاب میں صحیح احادیث بھی ہیں، مقبول حدیثیں بھی، اور کمزور بھی ہیں۔ اور ایک روایت امام بیہقیؒ کی دعوات کبیر میں ہے، یہ غیر معروف کتاب ہے، غالب یہ ہے کہ وہ روایت بھی کمزور ہوگی۔ بہر حال اس کی سند کی مجھے تحقیق نہیں۔

تو روایت کے لحاظ سے اس رات کی فضیلت میں جتنی روایتیں آئی ہیں وہ قریباً سب کی سب کمزور ہیں، اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے بے اصل روایتیں بھی گھڑ رکھی ہیں، کل جمعہ کے اخبار میں ایک مولانا کا مضمون آیا تھا، اس کے بارے میں لوگوں نے مجھ سے پوچھا، اکثر روایتیں من گھڑت ہیں، پتہ نہیں لوگ کہاں سے نقل کردیتے ہیں؟ اسی طرح رجب کے بارے میں جتنی روایتیں لوگ لکھتے ہیں وہ سب من گھڑت ہیں، نصف شعبان کی فضیلت کی یہ روایتیں جو میں نے ذکر کی ہیں، کمزور ہیں، لیکن بعض روایتیں تو بالکل ہی بے اصل ہیں، یہ تو مختصر حال ہوا ان روایتوں کا۔

اب علماؒ دو قسم کے ہیں، بعض متشدد ہیں، جن میں ہمارے مولانا...... بھی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ سب روایتیں من گھڑت ہیں، ان کی کوئی قیمت نہیں، یہ حضرات ضعیف روایتوں کو بھی من گھڑت قرار دے رہے ہیں، اور اکثر اکابر اس کے قائل ہیں کہ چونکہ روایتیں ایک مضمون کی مختلف حضرات صحابہؓ سے مروی ہیں، اس لئے ان کی فی الجملہ کچھ نہ کچھ اصل ہونی چاہئے اور فضائل کی احادیث میں زیادہ تشدد نہیں کیا جاتا، احکام کی احادیث کو لینے میں تو علماؒ بہت زیادہ سختی کرتے ہیں، سخت معیار پر ان کو جانچتے ہیں، لیکن جو روایتیں فضائل اعمال سے متعلق ہوں ان میں زیادہ شدت اختیار نہیں کرتے، بلکہ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، تو چونکہ یہ روایتیں متعدد صحابہؓ سے مروی ہیں اور ان کا تعلق بھی فضائل سے ہے، اس لئے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ان کو فی الجملہ کسی نہ کسی درجہ میں قبول کرلینا چاہئے۔

ہمارے اکثر اکابر کی یہی رائے ہے، یہ تو روایتوں کے بارے میں گفتگو ہوئی اب اس شب کے جو فضائل ان روایات میں آئے ہیں ان کو ذکر کرتا ہوں۔

اس شب میں فیصلوں کا نازل ہونا:

ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ اس رات میں تقدیریں نازل ہوتی ہیں، یعنی آئندہ سال میں جتنے بچے پیدا ہونے والے ہیں ان کے ناموں کی فہرست جاری کردی جاتی ہے، اور جتنے لوگ اس سال میں مرنے والے ہوتے ہیں ان کی فہرست جاری کردی جاتی ہے، لیکن اس میں ایک اشکال ہے، وہ یہ کہ بعینہ یہی بات لیلۃ القدر کے بارے میں آتی ہے اور یہ روایتیں تو جیسا کہ آپ سن چکے ہیں، کمزور ہیں، اور لیلۃ القدر میں فیصلوں کا نازل ہونا، قرآن کریم میں آیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

> **اکثر اکابر اس کے قائل ہیں کہ چونکہ یہ روایتیں مختلف حضرات صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں، اس لئے ان کی فی الجملہ کچھ نہ کچھ اصل ہونی چاہئے اور فضائل کی احادیث میں زیادہ تشدد نہیں کیا جاتا**

"حٰمٓ. وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ. فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ. اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا." (الدخان:ا تا ۵)

ترجمہ:...... "حم، قسم ہے اس واضح کتاب کی کہ ہم نے اس کو ایک برکت والی رات (یعنی شب قدر) میں اتارا ہے، ہم آگاہ کرنے والے تھے، اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم ہو کر طے کیا جاتا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

سورۂ دخان کی ان ابتدائی آیات میں بابرکت رات کا ذکر ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا، اور فرمایا ہے کہ اسی رات میں تمام حکمت والے کاموں کے فیصلے ہوتے ہیں، اس "بابرکت رات" سے بعض حضرات نے شب قدر مراد لی ہے، اور حضرت تھانویؒ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے، اور بعض حضرات نے "شب برأت" مراد لی ہے۔

تو بعض اکابر نے ان دونوں کے درمیان تطبیق دی ہے کہ فیصلوں کی تجویز تو "شب برأت" میں ہوجاتی ہے، اور یہ فیصلے شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں جو فرشتوں کا صدر دفتر ہے وہاں ان کی نقول جاری کردی جاتی ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے یہی تطبیق ذکر فرمائی ہے تو اس تفسیر کے مطابق ایک تو اس شب برأت میں تقادیر جاری ہوتی ہیں، یعنی سال کے اندر پیدا ہونے والوں کی فہرست تجویز کردی جاتی ہے، سال کے اندر مرنے والوں کی فہرست تجویز کردی جاتی ہے۔

اعمال کا چڑھنا اور ارزاق کا نازل ہونا:

اور ایک بات یہ فرمائی گئی کہ اس میں تقادیر نازل ہوتی ہیں کہ بندوں کے اعمال اوپر چڑھتے ہیں اور رزق نازل ہوتے ہیں۔ رزق نازل ہونے کا بھی یہی مطلب ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو جتنا رزق ایک سال کے اندر ملنا ہے اس کی مقداریں اور تفصیلات تجویز کردی جاتی ہیں۔

رزق سے کیا مراد ہے؟

صرف روٹی، پانی کو رزق نہیں کہتے، رزق ہر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندے کو عطا کی جاتی ہے، ہم جو سانس لے رہے ہیں یہ بھی رزق ہے، مثلاً اس سال میں فلاں آدمی اتنے سانس لے گا، اور سال بھر میں اس کے یہ اعمال آسمان پر جائیں گے، اچھے اعمال ہوں یا برے اعمال، لیکن برے اعمال پھینک دیئے جاتے ہیں، اور نیک اعمال جو رضائے الٰہی کے لئے کئے گئے ہوں وہ بارگاہ رب العزت میں شرف قبولیت پاتے ہیں۔

حق تعالیٰ کا نزول:

اور پانچویں بات اس رات کے بارے میں یہ کہی گئی کہ حق تعالیٰ شانہ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں (جیسا کہ ان کی شان کے لائق ہے) اور بندوں کو نظر رحمت کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اہل طاعت کی بخشش فرمادیتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ بنو کلب کی بکریوں کے بدن پر جتنے بال ہیں اتنے لوگوں کی بخشش فرمادیتے ہیں، مراد کثرت کا بیان کرنا ہے، یعنی اتنے لوگوں کی بخشش فرماتے ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ قریب کے آسمان پر نزول فرماکر ارشاد فرماتے ہیں کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کی بخشش کروں؟ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق دوں؟ ہے کوئی مبتلائے مصیبت و بیماری کہ میں اس کو عافیت دوں؟ ہے کوئی ایسا آدمی؟ اور یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے، اس میں ترغیب ہے کہ یہ رات دعاؤں کی قبولیت کی رات ہے، اس لئے اہل حاجت کو خوب دعائیں مانگنی چاہئیں۔ یہ تو اس رات کے فضائل ہیں۔

صیام و قیام کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ارشاد ہے کہ:

"قُوْمُوْا لَيْلَهَا وَ صُوْمُوْا نَهَارَهَا."

(مشکوٰۃ ص:۱۱۵ بحوالہ ابن ماجہ)

ترجمہ:...... "اس رات کو قیام کیا کرو اور اس کے دن کو روزہ رکھا کرو۔"

یعنی پندرہویں شب میں اللہ کی عبادت کیا کرو، اور پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھو۔

جیسا کہ میں بتاچکا ہوں جو علماء اس رات کی فضیلت کے قائل ہیں اور اکثر ہمارے اکابر اس رات کی فضیلت کے فی الجملہ قائل ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے مطابق اس رات میں قیام کرنا اور اس سے اگلے روز روزہ رکھنا بہتر اور مستحب ہے۔

کن لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی:

اور تیسرا مضمون ان احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس رات میں فلاں فلاں آدمی کی بخشش نہیں ہوتی۔

گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف:

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں، صغیرہ اور کبیرہ۔ یعنی کچھ تو چھوٹے گناہ ہیں ان کو صغیرہ گناہ کہتے ہیں۔ اور کچھ بڑے گناہ ہیں، جن کو گناہ کبیرہ کہا جاتا ہے، کبیرہ گناہ وہ کہلاتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے، یا جناب رسول اللہ ﷺ نے دوزخ کی وعید سنائی ہو، یا اللہ کے غضب کی وعید سنائی ہو کہ جو شخص ایسا کرے گا اس پر اللہ کا غضب ٹوٹے گا، اس پر اللہ کا قہر ہوگا، یا ان پر لعنت فرمائی ہو، یا اس قسم کی کوئی اور وعید سنائی ہو تو اس قسم کے گناہ، گناہ کبیرہ کہلاتے ہیں۔ اور جس کام کو پسند نہیں فرمایا، لیکن اس

کے بارے میں کوئی وعید بھی نہیں سنائی ہو، ان کو گناہ صغیرہ کہا جاتا ہے۔ گناہ کبیرہ کی معافی کے لئے یہ شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، معافی مانگنے والوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں، اگر وہ چاہیں تو بغیر استغفار کے ویسے ہی معاف کردیں، ان کو کوئی روکنے والا بھی نہیں، اللہ تعالیٰ پر کوئی پابندی تو نہیں ہے لیکن اصول اور قاعدہ یہ ہے کہ ایسے مجرم کو جو اپنی بدعملی اور اپنے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے اللہ کے قہر کا اور اس کے غضب کا مستحق ہوا، اللہ کی لعنت کا مستحق ہوا اس کو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ نے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کی بخشش کردوں؟ معلوم ہوا کہ اس رات میں یہ جو مغفرت کا وعدہ آیا ہے یہ ان لوگون کے لئے ہے جو بخشش مانگنے والے ہیں، اور جو لوگ کہ بخشش مانگنے والے نہیں بلکہ عین اس شب میں بھی انہی جرائم کے مرتکب ہیں، جن کی وجہ سے ان پر اللہ کا قہر اور غضب ہے، اللہ کی لعنت ہے، تو ظاہر ہے کہ پھر ان کی بخشش کا وعدہ نہیں، اس سے ایک سبق تو ہمیں یہ ملا کہ ہمیں خوب ندامت کے ساتھ اپنے گناہوں کی بخشش مانگنی چاہئے، تاکہ ہم بھی مغفرت کا دامن پکڑنے والے ہوجائیں۔ دوسری بات یہاں یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں سب کو بخش دیتے ہیں مگر چند آدمیوں کی بخشش نہیں ہوتی۔ ایک مشرک۔ دوسرا مشاحن (مشاحن کی دو تفسیریں کی گئی ہیں، ایک بدعتی اور دوسرا کسی مسلمان سے کینہ رکھنے والا)، تیسرا کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔ اب اس بات کو آپ چاہیں تو یوں بیان کرسکتے ہیں کہ ان لوگوں کی بخشش اس رات میں معافی مانگنے کے باوجود بھی نہیں ہوتی، جب تک کہ اپنے اس فعل سے توبہ نہ کرلیں، اور اس گناہ کا تدارک نہ کرلیں، مثال کے طور پر کوئی شخص مشرک اور کافر ہے، مثلاً کوئی مرزائی ہے، جب تک کہ وہ اپنے اس گناہ سے تائب نہیں ہوتا اس کی بخشش نہیں، کافر اور مشرک کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔

بدعت کی تعریف:

بدعت کے معنی یہ ہیں کہ دین کے نام پر ایسی چیزیں ایجاد کی جائیں جو رسول اللہ ﷺ سے، صحابہ کرامؓ سے اور سلف صالحین سے ثابت نہ ہوں، نہ صراحتاً اور نہ ائمہ اجتہاد کے استنباط و قیاس کے ذریعہ، خواہ ایسی نئی عبادتیں ایجاد کرلی جائیں یا ایسی قیود اپنی طرف سے تراش لی جائیں جن کا شرع شریف میں ثبوت نہیں۔

بدعت کی دو قسمیں:

کچھ بدعتیں اعتقادی ہوتی ہیں، کچھ عملی ہوتی ہیں، بدعت اعتقادی وہ تمام نظریات ہیں جو سلف صالحین اہل سنت کے خلاف ایجاد کرلئے جاتے ہیں، اور عملی بدعات وہ تمام اعمال ہیں جن کا ثبوت سلف صالحین سے نہیں، اور ان کو کار ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے۔

بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی:

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ شیطان نے کہا کہ اولاد آدم نے میری کمر توڑ ڈالی، اس لئے کہ میں بڑی محنت سے ان سے گناہ کرواتا ہوں اور میرے کہنے پر کر بھی لیتے ہیں، مجھ ہی سے پوچھو کہ گناہ کرانے کے لئے مجھے کتنی محنت کرنا پڑتی ہے، اور مجھے ہزار جتن کرکے ان کو آمادہ گناہ کرنا پڑتا ہے، لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ گناہ کرکے فوراً اللہ تعالیٰ سے کہہ دیتے ہیں کہ یا اللہ! غلطی ہوگئی، معاف کردیجئے، ندامت کے ساتھ اللہ کے آگے ہاتھ جوڑ دیتے ہیں، توبہ کرلیتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جاؤ! بخش دیا، تو میری ساری کی ساری محنت ضائع ہوجاتی ہے۔ فرمایا کہ شیطان کو یہ ترکیب سوجھی کہ ان کو ایسی چیز میں مبتلا کیا جائے کہ وہ لوگ گناہ بھی کریں لیکن وہ اس گناہ کو اچھا سمجھ کر کریں اور اس سے توبہ نہ کریں اور وہ بدعت ہے کہ لوگ اس کو کار ثواب سمجھ کر کرتے ہیں، حالانکہ بدعت اتنا بڑا گناہ ہے کہ اسی مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے:

> بدعتی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، لیکن اس کو کبھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی 'ندامت ہی نہیں ہوتی' الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق نصیب فرمائیں

"مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْإِسْلَامِ."

(مشکوٰۃ شریف ص:۳۱)

ترجمہ:...... "جس نے کسی بدعتی کی توقیر کی، عزت کی، اس نے اسلام کے ڈھادینے پر مدد کی۔"

اور بدعت کے اتنا گندہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دین اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا، اور محمد ﷺ نے بیان فرمایا، صحابہؓ نے اس پر عمل کیا، ائمہ مجتہدین نے اس کو سمجھ کر بیان کیا، ایک ایسا عمل دین کے نام پر ایجاد کرنا اور اس کو کار ثواب سمجھنا جس کو اللہ نے نازل نہیں کیا، محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعلیم نہیں دی، صحابہؓ نے اس پر عمل نہیں کیا، اور ائمہ فقہاؒ نے اس کو نہیں سمجھا، دین میں اپنی طرف سے اضافہ ہے، گویا بدعتی، اللہ تعالیٰ، رسول اللہ، صحابہ سے زیادہ عقلمند؟

نعوذ باللہ، بدعتی شخص سب سے زیادہ عقل مند نکلا، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے بھی (نعوذ باللہ) صحابہؓ، تابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ سے بھی کہ وہ تو دین کو نہیں سمجھے، اس نے سمجھ لیا، ایک چیز کو اپنے پاس سے گھڑ کر اس کو دین خداوندی کہنا یہ افتراء علی اللہ ہے، اللہ پر بہتان باندھنا ہے، اور بدعتی جو بدعت گھڑ کر لوگوں میں رائج کرتا ہے وہ دراصل مفتری ہے، کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتا ہے، اب معلوم ہوا ہوگا کہ

بدعت اتنا بڑا گناہ کیوں ہے؟

کئی سال ہوئے علامہ شاہ تراب الحق قادری کے ساتھ قبروں پر پھول ڈالنے کے مسئلہ میں میری تحریری بحث چلی تھی، جو میری کتاب ”اختلاف امت اور صراط مستقیم“ کے آخر میں بطور ضمیمہ کے شامل ہے، میں نے ان کی تحریر کے جواب میں لکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قبریں بھی موجود تھیں، انبیاء کرام کی بھی قبریں تھیں، صحابہ کرامؓ شہید بھی ہوئے، دفن بھی ہوئے، اس وقت پھول بھی موجود تھے، کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی قبر پر پھول چڑھائے؟ پھر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے زمانے میں بھی پھول ہوتے تھے، قبریں بھی ہوتی تھیں، کیا کسی صحابیؓ نے، کسی تابعیؒ نے، کسی امامؒ نے قبروں پر پھول چڑھائے؟ اگر تم اس کو کار ثواب سمجھ کر بزرگوں کے مزار پر چڑھاؤ گے تو یہ دین میں اضافہ ہے، گویا رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دینا ہے کہ آپؐ کو یہ کام کرنا چاہئے تھا، رسول اللہ ﷺ نے یہ کام نہیں کیا، یا تو آپ اس کو لغو سمجھتے تھے اور تم اس کو کار ثواب سمجھتے ہو، یا یہ کہ آپ کو اور بڑے بڑے کام تھے، اس لئے آپؐ نے یہ کام نہیں کیا، تو صحابہ کرامؓ کے عمل کو دیکھو، رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب ہستی تو اس دنیا میں پیدا نہیں ہوئی، اور صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑا کوئی عاشق پیدا نہیں ہوا ہوگا، خلفاء راشدین نے اور تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ میں سے کسی ایک نے رسول اللہ ﷺ کی قبر پر پھول چڑھائے؟

قبروں پر پھول چڑھانا بدعت ہے:

الغرض قبروں پر پھولوں کی چادریں چڑھانا یہ رسول اللہ ﷺ، خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کی سنت تو نہیں، ہاں! انگریز بہادر نے یہ رسومات ضرور جاری کی ہیں کہ ان کے جو قومی مقتدا ہوتے ہیں ان کو وہ قومی ہیرو کہتے ہیں یا جو کچھ بھی کہتے ہوں گے ان کی قبروں پر پھولوں کی چادر چڑھائی جاتی ہے، ہمارے یہاں قائد اعظم کی قبر پر بھی پھولوں کی چادر چڑھائی جاتی ہے، اندر پتہ نہیں کیا ہے؟ مولانا رومی کے بقول:

از بروں چو گور کافر پر حلل
و اندروں قہر خدائے عز و جل

ترجمہ:...... ”اوپر سے کافر کی قبر کی طرح حلے چڑھے ہوتے ہیں، چادریں چڑھی ہوتی ہیں اور اندر اللہ تعالیٰ کا قہر ہے۔“

نہرو، اندرا گاندھی اور شاستری کی قبروں پر بھی پھولوں کی چادریں چڑھائی جاتی ہیں، ان لوگوں کی قبروں پر اوپر سے تو چادریں چڑھی ہوتی ہیں، لیکن اندر خدا کا قہر ہے۔ میں افریقہ میں تھا جس دن اندرا گاندھی کو قتل کیا گیا اور اس کی لاش جلائی گئی تھی، ایسے میں زبردستی دوست ٹی وی پر لے گئے، اللہ مجھے معاف کرے، میں نے کہا کہ کوئی جاندار کی تصویر تو نہیں ہے، چلو عبرت کے لئے ایک ہندو کافرہ کے جلانے کا تماشا دیکھ لیتے ہیں، اندرا گاندھی کو میں نے جلتے ہوئے دیکھا، پتہ نہیں کتنے من خالص گھی تھا، جو آدمیوں کو کھانے کے لئے نہیں ملتا جس میں اس کو جلایا گیا، وہ جیسے ظاہر میں جل رہی تھی ویسے ہی اندر سے بھی جل رہی تھی اور جب اس کی مڑھی بنادی گئی تو اس پر پھولوں کی چادریں چڑھائی گئیں، حالانکہ اندر آگ ہی آگ ہے۔ یہاں بھی ہمارے دوستوں نے یہ اصول تجویز کرلیا ہے کہ کوئی پکی قبر بنادے تو اس پر بھی چادریں چڑھنی شروع ہوجاتی ہیں۔ پھول چڑھاؤ، چادریں چڑھاؤ، اگر کوئی شخص گدھے کو دفن کردے، اس کی بھی قبر بنادے، اس پر جھنڈا لگادے، تم میرے سامنے یہ کام کرکے دکھاؤ، ایک سال بعد میں تم کو چادریں چڑھتی ہوئی دکھاؤں گا، کسی گدھے کا، کتے کا ”روضہ شریف“ اور اوپر لکھ دو ”دربار پیر خر شاہ صاحب“ ”پیر کلب شاہ صاحب“ بس لوگ اس پر نذریں، نیازیں، پھول اور چادریں چڑھانے لگیں گے، اور یہ میں فرضی بات نہیں کررہا، اس کے دسیوں واقعات موجود ہیں، اللہ کے بندو! کیا اس چیز کو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے؟ اور کیا یہی حضور ﷺ کا لایا ہوا دین تھا؟ تم جو بارہ ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس کی شبیہیں بناتے ہو، خانہ کعبہ کی شبیہیں بناتے ہو، کیا یہی حضور ﷺ کا دین تھا؟ شیعہ تو امام حسین رضی اللہ عنہ کا تعزیہ بنایا کرتے ہیں، تم نے رسول اللہ ﷺ کا بنانا شروع کردیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور یہ بارہ ربیع الاول کے جلوس اور جانے کیا کیا خرافات کرتے ہیں، یہ دین سمجھ کر کرتے ہیں یا بے دینی سمجھ کر؟ ظاہر ہے کہ اس کو دین سمجھ کر بڑی عقیدت سے کرتے ہیں، بس اس کو بدعت کہتے ہیں، تقرب الی اللہ کا وہ ذریعہ جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں بتایا تم اس کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہو، پھر اس کے بدعت ہونے میں کیا شک ہے؟ عقیدہ بنالیا گیا ہے کہ گیارہویں کے دن روٹی دوگے یا کھیر کھلاؤ گے تو قرب حاصل ہوگا، بارہویں کو دوگے تو قرب حاصل نہیں ہوگا، گیارہویں کے بغیر تمہارے عقیدے میں بات ہی نہیں بنتی، تیسرے دن میت کا کھانا کھلاؤ گے، یا ساتویں دن، یا نویں دن، یا بیسویں دن، یا چالیسویں دن، یا برسی کے دن، کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم تھی؟ صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کیا تھا؟ یا ائمہ فقہاءؒ نے جو دین کو سمجھا اس میں کہیں ان تاریخوں کو نقل کیا ہے؟ اب یہ تو دوسرا موضوع چل پڑے گا، خلاصہ یہ کہ بدعتی کو کبھی توفیق نہیں ہوتی توبہ کرنے کی۔

سائنسی ایجادات بدعت نہیں:

بلکہ اگر منع کرو تو کٹ حجتیاں کرتے ہیں کہ پھر ہوائی جہاز پر بھی نہ سوار ہوا کرو، یہ بھی بدعت ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں نہیں تھا،

میرے بھائی! کیا ہوائی جہاز پر سوار ہونا عبادت ہے؟ کیا ہم اس کو عبادت سمجھتے ہیں؟ ہرگز نہیں! ہوائی جہاز کی سواری کو بذات خود کوئی شخص بھی عبادت یا نیکی کا کام نہیں سمجھتا، ہاں! بیت اللہ شریف پہنچنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ." (آل عمران:۹۷)

ترجمہ:...... "اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا، جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی، اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔"

پس مقصود بیت اللہ تک پہنچنا ہے، خواہ بیت اللہ تک پہنچنے کا جو ذریعہ بھی مل جائے، گدھے پر مل جائے، گھوڑے پر مل جائے، کشتی پر مل جائے، ہوائی جہاز پر مل جائے، موٹر پر مل جائے، اللہ تعالیٰ نے کسی راستہ کی تعیین تو نہیں کی تھی اور نہ ہم سمجھتے ہیں کہ سفینہ حجاج میں بیٹھنا کارِ ثواب ہے، تو یہ کٹ حجتی نہیں تو اور کیا ہے؟ اپنی بدعت کا جواز پیدا کرنے کے لئے اس قسم کی فضول باتیں کرتے ہیں، لیکن خیر ہمارے سامنے یہ کٹ حجتی کرو! مگر یاد رکھو کل اللہ کے سامنے یہ کٹ حجتیاں نہیں چلیں گی، جوابدہی تو تمہیں اللہ کے سامنے کرنی ہے، ہمارے سامنے نہیں کرنی، ہم محاسب نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ، آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

"وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا. وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ." (الانعام:۱۰۷)

ترجمہ:...... "ہم نے آپ کو ان کا نگران نہیں بنایا، اور نہ آپ ان کے کارساز ہیں۔"

بدعت بری بلا:

غرضیکہ بدعت ایسی بری بلا ہے کہ بدعتی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، لیکن اس کو کبھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی، ندامت ہی نہیں ہوتی، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق نصیب فرمائیں اور سنت کا نور اس کے قلب پر القا فرمادیں تو ہوسکتا ہے کہ اپنی بدعت سے تائب ہونے کی توفیق ہوجائے تو جب وہ توبہ ہی نہیں کرتا تو بخشش کیوں ہوگی؟

کینہ رکھنے والا:

تیسرا اور چوتھا آدمی مشاحن ہے، یعنی کینہ پرور، جو اپنے مسلمان بھائی سے کینہ رکھتا ہے، اس کی بخشش نہیں ہوتی اور یہ حدیث صحیح میں آتا ہے کہ جن دو آدمیوں کے درمیان میں بغض ولڑائی ہے، بات چیت، سلام کلام بند ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ ان کو چھوڑ دو، جب تک یہ آپس کا معاملہ طے نہیں کرلیتے، ہم ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کریں گے، ان کی بخشش کا بھی فیصلہ نہیں کریں گے، اور بہت موٹی سی بات ہے کہ جو شخص اس دنیا کی ایک ذلیل سی چیز اپنے بھائی کو نہیں بخش سکتا وہ کس منہ سے اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب بن کر آتا ہے؟ بھائی! اگر تم اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے ہو تو تم بھی اپنے قصورواروں کو معاف کردو، بھائی تم نے اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے بڑے جرائم کئے ہیں، اور کسی مخلوق نے تو ہمارا بہت ہی چھوٹا قصور کیا ہوگا، ہم اس کا چھوٹا گناہ معاف نہیں کرسکتے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ ہمارے گناہ کبیرہ بخش دے، ہمیں دوزخ سے رہائی دے، پس جو شخص عین اس حالت میں کہ اپنے بھائی سے کینہ رکھنے والا ہو، اس رات میں بھی اس کی بخشش نہیں ہوتی، جب تک کہ اپنے کینہ سے توبہ نہ کرلے۔

قاتل کی بخشش نہیں ہوتی:

اور قاتل کا گناہ ایسا ہے کہ اس کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے اور حقوق العباد سے بھی، حق تعالیٰ شانہ کی نظر میں کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی سزا دائمی جہنم فرمائی ہے:

"وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا." (النساء:۹۳)

ترجمہ:...... "اور جو قتل کرے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر، اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ کا غضب ٹوٹ پڑا اس پر، اور اللہ کی لعنت برسی اس پر اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

ذرا زور کلام دیکھئے! جہنم میں جھونک دیا اور اس پر ہمیشگی کی مہر بھی لگادی، لیکن اس پر بس نہیں کی، اللہ کا غضب ٹوٹا اس پر اور اللہ کی لعنت برسی اس پر اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے، یہ شخص جب تک صاحب معاملہ سے معافی نہیں مانگتا اس کی بخشش کیسے ہوگی؟ اور علماء فرماتے ہیں کہ حقوق العباد کی یہی شان ہے، کسی بندے کے جو حقوق تلف کئے ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی بخشش نہیں فرماتے، جب تک کہ بندوں سے معافی نہ مانگ لے یا بندوں کے حقوق ادا نہ کردے، مشہور حدیث ہے، آپ مجھ سے کئی دفعہ سن چکے ہوں گے کہ:

"عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْاِيْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اِنْ

قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ! إِنْ قُتِلْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ؟ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَيُكَفِّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ! وَأَنْتَ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ ذَالِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ." (مشکوٰۃ ص:۳۳۰)

یعنی ایک صاحب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے: "یارسول اللہ! اگر میں اللہ کے راستے میں جہاد میں قتل ہوجاؤں (اس حالت میں کہ میں آگے بڑھنے والا تھا، پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا) تو کیا میری بخشش ہوجائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! بخشش ہوجائے گی، (شہید کی بخشش تو پہلے قطرے پر ہوجاتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "اِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا." (مشکوٰۃ ص:۳۳۵) (تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہونے سے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں، اسی لئے شہید کو غسل نہیں دیتے، اس کو کیا غسل دیں، یہ تو پہلے ہی پاک ہوچکا ہے؟ ظاہر اور باطن کے اعتبار سے پاک ہوگیا، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شہادت نصیب فرمائیں۔ ناقل) تو فرمایا ہاں! گناہ معاف ہوجائیں گے (وہ صاحب اٹھ کر جانے لگے ابھی دروازے تک ہی پہنچے تھے، فرمایا: ان کو بلاؤ، وہ واپس آئے تو۔ ناقل) ارشاد فرمایا کہ: تم نے کیا پوچھا تھا؟ (ذرا اپنا سوال پھر دہراؤ) عرض کیا: "یارسول اللہ! اگر میں قتل ہوجاؤں اللہ کے راستے میں (اس حال میں کہ میں آگے بڑھنے والا تھا، پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا) تو کیا میری بخشش ہوجائے گی؟ ارشاد فرمایا کہ: جی ہاں! مگر ایک استثنا ہے کہ پرایا حق معاف نہیں ہوگا، جبرئیل علیہ السلام نے ابھی آکر یہ مسئلہ بتایا ہے۔"

تو جس طرح کہ قاتل کی گردن میں ایک مظلوم کا خون ہے جب تک کہ وہ معاف نہ کردے خون معاف نہیں ہوگا، اسی طرح وہ تمام لوگ جنہوں نے دوسروں کا حق مارا ہے، خواہ آبرو کے متعلق ہو یا مال کے متعلق ہو، یا جان سے متعلق ہو، مثلاً کسی کو زخم پہنچایا، کسی کو گالی دی، کسی کی غیبت کی، کسی کو ستایا، کسی کا مال کھایا، کسی پر ڈاکہ زنی کی، تو جب تک صاحب حق معاف نہیں کردے گا یہ لوگ پکڑے رہیں گے، پس حقوق العباد کا معاملہ بڑا سخت ہے اور کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا تو اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دائمی دوزخ کی وعید سنائی ہے، اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کفر وشرک کے سوا جتنے گناہ ہیں ان پر دائمی جہنم کی سزا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہیں کہ اگر چاہیں تو بغیر سزا کے معاف فرمادیں اور اگر چاہیں تو گناہ پر مناسب سزا دینے کے بعد معاف فرمادیں (اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں) اس لئے اہل سنت اس آیت کی تاویل کرتے ہیں جس میں قاتل کی سزا "خَالِدًا فِیْهَا" بیان فرمائی ہے، کہ اس خلود سے مراد بہت دیر تک دوزخ میں ٹھہرنا ہے، بالآخر اس کی بھی معافی ہوجائے گی۔

شب برأت کی بدعات

آتش بازی:

اب آخر میں چند بدعات کا تذکرہ کرتا ہوں جو اس رات میں ایجاد کی گئی ہیں، ان میں سب سے بدترین بدعت آتش بازی ہے جو مجوسیوں کی نقل ہے، ہمارے فقہاءؒ نے لکھا ہے کہ قبرستان میں آگ لے جانا بھی ممنوع ہے کیونکہ آگ قہر الٰہی کا نشان ہے، اس کو قبرستان میں نہیں لے جانا چاہئے، تو اس آگ کے ساتھ کھیلنا یہ اہل اسلام کا کام نہیں ہے، یہ مجوسیوں کا فعل ہے، میں نے بہت پڑھا بھی ہے، سوچا بھی ہے، لیکن مجھے یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ مجوسیوں کا فعل ہم مسلمانوں میں کہاں سے آگیا؟ بہرحال حدیث میں ہے: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ." (جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔) یہ فعل مجوسیوں کا ہے، مسلمان لڑکے آتش بازی کرکے مجوسیوں کی مشابہت کرتے ہیں۔

ایک مسلمان کو ہندوؤں کے ساتھ مشابہت پر عذاب:

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ شریف میں ہے کہ: ہندوؤں کی ہولی تھی تو ایک مسلمان جارہا تھا، پان کھاتے ہوئے، اس نے گدھے پر پیک پھینک دی کہ تجھے کسی نے نہیں رنگا، میں تجھے رنگ دیتا ہوں، تو وہ اسی میں پکڑا گیا کہ تو نے ہندوؤں کی مشابہت کی تھی، اس رات، دن رنگ سے کھیلنا، یہ ہندوؤں کی مذہبی رسم تھی، تو نے بطور مذاق کے ان کی مشابہت کی، یہ تشبیہ کا مسئلہ بڑا خطرناک ہے، کسی قوم کی مشابہت کرنا تو سب سے بدترین اور قبیح ترین بدعت ہے، اللہ کرے کہ مسلمانوں میں یہ آتش بازی کی رسم نہ رہے، ہر سال اس سے جانی، مالی نقصان بھی ہوتے ہیں لیکن نہ جانے مسلمانوں کو عقل کیوں نہیں آتی؟ دین بھی گیا دنیا بھی گئی، ایمان بھی گیا، جان بھی گئی۔

اس رات تین اشخاص کی مغفرت نہیں ہوتی:
ایک : مشرک
دوسرا : بدعتی
تیسرا : ناحق قتل کرنے والا

حلوہ شریف:

ایک بدعت اس دن کی حلوہ شریف ہے، یہ تو میرے جیسے کسی ملانے ایجاد کی ہوگی، اور ایسا ایجاد کیا کہ اس دن مسلمانوں کے گھر گھر حلوہ پکتا ہے، اور ایک دوسرے کو تحفہ دیتے ہیں، رات ایک خاتون فون پر مجھ سے ایک مسئلہ پوچھ رہی تھی کہ حلوہ اگر آجائے تو کیا کریں؟ کھانا حلال ہے کہ حرام؟ میں نے کہا میں حرام تو نہیں کہوں گا، حلال چیز کو حرام کیوں کہوں؟ باقی یہ دیکھ لو کہ یہ حرام مال سے پکا ہے کہ حلال سے؟ بینک کے سود سے پکایا جارہا ہے؟ پرائز بانڈ سے پکایا جارہا ہے؟ رشوت کے پیسے سے پکایا جارہا ہے؟ دھوکے اور فریب کی رقم سے حلوہ شریف بنایا جارہا ہے؟ اس کو تو تم بھی حلال نہیں کہو گے میں بھی نہیں کہوں گا۔ میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ لوگ پرائی مرغی چرا لیتے ہیں اور اس کو ذبح کر کے کھالیتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس کو ذبح کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ وہ تو ذبح کرنے کے بعد بھی حرام کی حرام ہی رہی، ذبح کرنے سے حلال تھوڑی ہوجاتی ہے، وہ تو اللہ کا بنایا ہوا پاک مال ہے، مرغی، بکری اور دوسرے جو کھانے والے جانور ہیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہے، اللہ نے پاک بنایا ہے لیکن تم نے زم زم میں پیشاب ڈال دیا نعوذ باللہ، غصب کی چیز تھوڑی حلال ہوجاتی ہے؟ پرائی بکری چرا کے تم قربانی کردو تو کیا قربانی قبول ہوجائے گی؟ حلال ہی نہیں، جیسے مردار حرام ہے ویسے ہی چوری کی بکری ذبح کی ہوئی حرام ہے، تو خیر یہ بات تو درمیان میں آگئی، بات یہ ہو رہی تھی کہ اس رات لوگ حلوہ پکاتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، بھائی میں نے تمہارے سامنے ساری حدیثیں پڑھ دی ہیں، جو کوئی لائق توجہ ہیں وہ پڑھ دی ہیں، ان میں کہیں حلوے کا ذکر آیا ہے؟ یہ محض فضول حرکت ہے، اور اس کو اگر تم تہوار سمجھ کر کرتے ہو تو بھی یہ بدعت ہے، یہ مسلمانوں کا قومی دن نہیں ہے، تم ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے، میں بھی سکھوں سے مسلمان ہوا ہوں، میرا خاندان سکھوں کا تھا، یہ مدیق صاحب ہیں، میں ان کی بات نہیں کررہا، یہ تو پرانے مسلمان ہیں، کوئی رانگڑ ہو، کوئی راجپوت ہو، کوئی کچھ ہو، آرائیں ہو، جٹ ہو، کسی اور برادری کا ہو تو یہ سب پہلے ہندو، سکھ تھے، پہلے تمہارے یہاں یہ رواج ہندوؤں میں سکھوں میں ہوتا ہوگا، وہاں سے لائے ہو گے مگر یہ ہمارے اسلام میں نہیں ہے۔

چراغاں کرنا:

اور ایک بدعت یہ ہے کہ ان راتوں میں چراغاں کیا جاتا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس کا منشاوی ہے کہ اس دن کو قومی تہوار بنالیا۔ ایک خاتون مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ اس دن نئے کپڑے پہننا کیسا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ اس دن لوگ نئے کپڑے بھی پہنتے ہیں، میں تو کہتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم کو ہر دن نیا کپڑا عطا کرویا کرے، ہر روز، روز عید اور ہر شب، شب برأت، لیکن خاص طور سے پندرہویں کو نئے کپڑے پہننا یہ خالص بدعت ہے، اور ایک بدعت قبرستان میں چراغاں کرنے کی ہے، اللہ اکبر! شہر خموشاں کو آباد کیا جارہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا ..... تُذَکِّرُ الْآخِرَةَ."

(مشکوٰۃ ص:۱۵۴)

ترجمہ:..... "میں تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا کرتا تھا، لیکن اب وہ حکم واپس لیتا ہوں، سنو! اب ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔"

وہاں چراغاں کرنا، لہو و لعب کرنا، بے ہودہ بات ہے اور خصوصیت کے ساتھ بدعت ہے، مردوں اور عورتوں کا بجز کیلئے اور بہترین کپڑے پہن کر وہاں جانا، میں کبھی نہیں گیا، لیکن میں نے سنا ہے کہ لوگ جاتے ہیں اور مستورات بھی جاتی ہیں، اب ان کو مستورات تو نہیں کہنا چاہئے، مستور چھپی ہوئی چیز کو کہتے ہیں، وہ تو کہتی ہیں کہ ہمیں گالی دیتے ہیں مستورات کہہ کر، ہم کسی کے ابا سے کم ہیں؟ ہم نے اپنی نمائندہ بے نظیر بنادی ہے، تم پر حکومت کررہی ہے، اب بھی ہمیں مستورہ کہتے ہو؟ واقعی ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا ان کو مستورات کہنے کا، یہ خود ہی مکشوفات ہوگئی ہیں، کھل گئی ہیں، بہر کیف مردوں اور عورتوں کا قبرستان میں جمع ہونا اور ایک جشن کے انداز میں، عریاں لباس پہن کر اور بجز کیلا لباس پہن کر بے پردہ ہوجانا، لعنت درلعنت، خدا ان کو ہدایت دے۔ حضور ﷺ نے قبروں کی زیارت کا حکم دیا تھا کہ لوگوں کو عبرت ہو، عورتوں کا قبرستان میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف واقع ہوا ہے، کیونکہ اجازت تو دے دی قبرستان میں جانے کی لیکن مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ."

(مشکوٰۃ ص:۱۵۴)

ترجمہ:..... "اللہ کی لعنت ہو قبروں پر زیارت کے لئے جانے والی عورتوں پر۔"

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

> **یہ رات دعاؤں کی مقبولیت کی رات ہے**
> **اس لئے رات میں اللہ کی عبادت کی جائے اور دن میں روزہ رکھا جائے اور بدعات و خرافات سے اجتناب کیا جائے**

ساتویں قسط

مجدد کی شناخت

پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ

انہی کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

''الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔''

اس کے برخلاف مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی سرکار دولت مدار کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کرتے گزر گئی اور اس شعر کا مفہوم ورد زبان رہا:

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

اس کی پوری تفصیل اور تحریری شہادت آگے آئے گی۔

۲:......ان بزرگان دین نے نہ ذخیرہ احادیث کو ردی کی ٹوکری میں ڈالا' نہ دین اسلام میں کوئی رخنہ پیدا کیا' نہ غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا' نہ اکابر امت کی توہین کی' نہ عام مسلمانوں کو ذریۃ البغایا کا لقب عطا کیا' نہ اپنی شان میں قصیدہ خوانی کی' نہ انعامی چیلنج شائع کئے اور نہ زبانی جمع خرچ کیا بلکہ سارا وقت ساری زندگی خلق اللہ کی خدمت میں بسر کی' جاہلوں کو عالم بنایا' علماء کو خدا سے ملایا' مسکینوں کی دستگیری کی' مریضوں کی تیمارداری کی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اٹھتے بیٹھتے تبلیغ اسلام کی' ہزارہا غیر مسلموں کو کلمہ پڑھایا' ہزارہا گمراہوں کو سیدھا راستہ دکھایا اور خود نان جویں اور ایک بوریے پر قناعت کی' نہ یاقوتی کھائی نہ مفرح عنبری۔

ڈاکٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی شہرہ آفاق کتاب دعوت اسلام میں لکھتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے مواعظ حسنہ میں یہ تاثیر تھی کہ بلا مبالغہ صدہا غیر مسلم روزانہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے تھے' یہی حال حضرات خواجگان چشتؒ کا تھا اور آج جو ہندوستان میں ۸ کروڑ سے زائد مسلمان نظر آتے ہیں یہ سب انہی قدسی نفس بزرگان دین کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ ہے' ورنہ ہندوستان میں نہ کوئی باقاعدہ اور منظم طریق پر تبلیغ اسلام کا ادارہ قائم ہوا اور نہ مسلمان بادشاہوں نے باستثنائے معدودے چند کوئی تبلیغی نظام اس ملک میں قائم کیا۔

اس کے برخلاف مرزا قادیانی نے امت مرحومہ میں ایک مستقل فتنہ وفساد کا دروازہ کھول دیا' نبوت کا دعویٰ کر کے وحدت ملی کو پارہ پارہ کر دیا' نوبت بایں جارسید کہ آج کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ! مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں' جب تک ایک مسلمان مرزا قادیانی آنجہانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے' جل جلالہ' غیر مسلموں کو تو اسلام میں کیا داخل کرتے ۵۶ ہزار مسلمانوں کے علاوہ ساڑھے سات کروڑ کو اسلام سے خارج کر دیا' چنانچہ شریعت مرزائیہ کی رو سے کوئی مرزائی کسی مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھ سکتا' دعویٰ تھا کسر صلیب کا' لیکن ۲۳ سالہ بارش کی طرح نزول وحی کے باوجود ۲۳ عیسائی بھی مرزا قادیانی آنجہانی کے دست کج پرست پر مسلمان نہ ہوئے بلکہ جو مغلظات آنجناب نے عیسائیوں کو سنائیں ان کے جواب میں انہوں نے بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں وہ دریدہ دہنی کی کہ باید وشاید۔

آنجناب کی سب سے بڑی تحقیق جس پر آئندہ نسلیں فخر کیا کریں گی یہ ہے کہ آپ نے بصد کاوش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزار کا پتا مسلمانوں کو بتا دیا' واقعی تیرہ سو برس میں یہ کام کسی مجدد سے نہیں ہو سکا تھا اور یہ کام فی الحقیقت اس قدر مہتم بالشان تھا کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو اس زمانہ میں ایک نذیر مبعوث کرنے کی سخت ضرورت تھی اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا کے مسلمانوں پر ظاہر ہوئی اور اب تو خدا کے فضل سے نبوت کا دروازہ کھل ہی چکا ہے' فی الحال سات نبی امت مرزائیہ میں مبعوث ہو چکے ہیں اور ابھی بقول خلیفہ قادیان ہزاروں نبی آنے والے ہیں' امت اسلامیہ کا بیڑا عنقریب اس بھنور سے صاف نکل کر ساحل مراد پر پہنچ جائے گا۔

۳:......ان جملہ بزرگان دین نے نہ چندے کے رجسٹر کھولے' نہ کوئی بہشتی مقبرہ بنایا' نہ منارۃ المسیح تعمیر کرایا' نہ ایسی پیشگوئیاں شائع کیں جو پوری نہ ہوئی ہوں' انہوں نے کوئی کام اپنے نفس کے لئے نہیں کیا۔

اس کے برخلاف مرزا قادیانی ساری عمر چندوں کی اپیلیں شائع کرتا رہا اور اس کے بعض مرید جن کا ذکر آگے آئے گا' اس باب میں ان سے بدظن بھی ہوئے اور آنجناب کی نوے فیصد پیشگوئیاں غلط نکلیں:

''ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند''

مثلاً ۱۸۸۶ء میں بشیر احمد کے متعلق پیشگوئی کی کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر اولوالعزم اور نامور ہو گا: "کان اللہ نزل من السماء" کا مصداق ہو گا' لیکن وہ لڑکا ۱۸۸۷ء ہی میں فوت ہو گیا۔

ثانیاً محمدی بیگم صاحبہ کے متعلق پیشگوئی کی وہ میری زوجیت میں ضرور آئے گی' یہ تقدیر مبرم ہے' اگر یہ پیشگوئی غلط نکلے تو میں جھوٹا' لیکن قدرت خداوندی ملاحظہ ہو مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۸ء میں آنجہانی بھی ہو گئے اور پیشگوئی جس کے متعلق انہیں "زوجنکھا" کا الہام بھی ہو چکا تھا پوری نہ ہوئی۔

ثالثاً ڈپٹی عبداللہ آتھم کی پندرہ ماہ کے اندر موت کی پیشگوئی کی مگر وہ بھی غلط نکلی۔

رابعاً ڈاکٹر عبدالحکیم مرحوم کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ میرے سامنے مریں گے لیکن ان کا انتقال ۱۹۲۲ء میں ہوا' یعنی مرزا قادیانی کی وفات کے ۱۴ سال کے بعد۔

خامساً شیر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے متعلق ۱۹۰۷ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا تھا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا' مقام عبرت ہے کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں بعارضہ اسہال فوت ہو گیا اور مولانا ہنوز زندہ ہیں۔

اگر مرزا قادیانی کو مقام ولایت یا تقرب الی اللہ حاصل ہوتا تو خدا تعالیٰ ان کے مخالفین کو اس طرح ان پر ہنسنے کا موقع نہ دیتے' چونکہ عربی فارسی جانتے تھے' اس لئے قدماء مصنفین کی کتب سے استفادہ کر کے چند کتابیں لکھ دیں اور مطالعہ کتب مرجبہ کا کیا تھا' اس لئے چند مناظرے کر لئے' لیکن علوم باطنی سے کوئی بہرہ نہیں رکھتے تھے' اس لئے جب اس میدان میں گامزن ہوئے تو ہر قدم پر لغزش ہوئی اور لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل گیا:

> شریعت مرزائیہ کی رو سے کوئی مرزائی کسی مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھ سکتا' دعویٰ تھا کسر صلیب کا' لیکن ۲۳ سالہ بارش کی طرح نزول وحی کے باوجود ۲۳ عیسائی بھی مرزا قادیانی آنجہانی کے دست حق پرست پر مسلمان نہ ہوئے

کوئی بھی قول مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

اولیاء اللہ کی زندگی میں وہ کشش اور جاذبیت ہوتی ہے کہ غیر کلمہ پڑھنے اور محبت کا دم بھرنے لگتے ہیں' رجوع خلائق کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بادشاہان وقت کو ان کے مرتبہ پر رشک و حسد ہونے لگتا ہے لیکن یہاں معاملہ بنوع دیگر ہے' جس کی تفصیل آئندہ اوراق میں ملے گی۔

مختصر یہ ہے کہ علم ظاہری اور علم باطنی دونوں کے لحاظ سے مرزا قادیانی کا مرتبہ ایسا نہیں کہ انہیں مجددین اسلام کی زریں فہرست میں شامل کیا جائے' جس کو یقین نہ ہو وہ ان کی مبہم اور ژولیدہ تصانیف کو پڑھ کر دیکھ لے۔

معیار دوم: اصلاح عقائد' رسوم و خیالات باطلہ:

دوسری اہم اور ضروری شرط جس کا پایا جانا ایک مجدد میں لازمی امر ہے وہ یہ ہے کہ اس کے اندر اصلاح احوال (ریفارم) کی زبردست قوت وصلاحیت پائی جاتی ہے اور وہ عملاً مسلمانوں کے خیالات و رسوم و عقائد کی اصلاح کر دیتا ہے' اگر یہ صحیح ہے کہ ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو یہ ایک مجدد کی سب سے بڑی مگر سب سے آسان شناخت ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام کا اصلی چہرہ از سر نو دکھا دیتا ہے' خیالات فاسدہ' رسوم باطلہ اور عقائد ناقصہ سب کی قولاً اور فعلاً بیخ کنی کرتا ہے اور قرآن و حدیث کے علوم کو دوبارہ زندہ کر دیتا ہے اور لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہے' اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہیں پیش کرتا۔

ہندوستان میں صرف مجدد الف ثانی' حضرت شاہ ولی اللہ' حضرت سید احمد رائے بریلوی اور حضرت مولانا محمد قاسم دیوبندی رحمہم اللہ تعالیٰ مشہور مجدد گزرے ہیں' ان بزرگوں کی تصانیف اور ان کے کارنامے سب ہمارے سامنے ہیں' میں اس مختصر مضمون میں ان کو بالتفصیل بیان نہیں کر سکتا' لیکن "مشتے از خروارے" پر عمل کرتا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی' جس زمانہ میں مبعوث ہوئے ہندوستان میں ایک طرف تشیع کا زور تھا' دوسری طرف اکبر نے الحاد کا دروازہ کھول دیا تھا' تیسری طرف غیر اسلامی تصوف اور تصوف کا غلط مفہوم مسلمانوں میں رائج ہو گیا تھا' چوتھی طرف ہندی مسلمانوں میں رسوم راہ پا گئی تھی' حضرت مجدد الف ثانیؒ نے پہلے علوم ظاہری میں مرتبہ کمال حاصل کیا' جسے شک ہو وہ مکتوبات کا مطالعہ کر دیکھے' اس کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ سے علوم باطنی حاصل کئے اور ان میں وہ مقام حاصل کیا کہ خود ان کے مرشد علیہ الرحمۃ نے ان کی بزرگی کا اعتراف کیا' جب اصلاح امت کی صلاحیت پیدا ہو گئی تو ایک طرف وعظ اور تقریر کا سلسلہ جاری کیا' دوسری طرف روحانیت کے زور سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچا' تیسری طرف سید المرسلین ﷺ کے نقش قدم پر چل کر ایک قابل تقلید نمونہ پیش کیا' چوتھی طرف جب حضرت کو دشمنوں نے گوالیار کے جیل خانہ میں مقید کیا تو تمام قیدیوں کو شب بیدار اور تہجد گزار بنا دیا' ہزار لیکچر ایک طرف اور ایک عمل ایک طرف' آپ کی قوت قدسی کو دیکھ کر ایک جہانگیر ہی طالب عفو نہیں ہوا بلکہ ساری دنیا آپ کا کلمہ پڑھنے لگی۔

آپ نے نہ چندہ جمع کیا' نہ اشتہارات شائع کئے' نہ ہنگامہ برپا کیا بلکہ وعظ اور تحریر سے اصلی اسلام لوگوں کے سامنے پیش کیا اور ہزار ہا بندگان خدا کو سیدھا راستہ دکھایا' نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے کارنامے دیکھ کر ہر فرد و بشر پکار اٹھا کہ آپ مجدد الف ثانیؒ ہیں۔

(جاری ہے)

خبروں پر ایک نظر

توہین رسالت کے قانون کو غیر موثر کرنے کے خوفناک نتائج نکلیں گے

مولانا محمد نذر عثمانی حیدر آباد کے تبلیغی اسفار

حیدر آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے جامع مسجد ختم نبوت کوٹری میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پرویز مشرف اور سرکاری لیگ کے جنرل سیکریٹری مشاہد حسین کے دورہ امریکا کے دوران دیئے گئے بیانات سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ امریکا اور اس کے حاشیہ برداروں کو پاکستان میں توہین رسالت کا قانون برداشت نہیں ہے' اس لئے مشرف اور مشاہد حسین نے اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے آئندہ اسمبلی سے توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈنمارک' ناروے اور شیطان رشدی کی طرف سے توہین رسالت کئے جانے کے خلاف پاکستان کے غیور مسلمانوں کا ردعمل حکومت کو نہیں بھولنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی تو اس کے خوفناک نتائج برآمد ہوں گے۔ مولانا عثمانی نے مزید کہا کہ مشرف اور سرکاری لیگ کو چاہئے کہ وہ اس قانون کو موثر بنائیں تاکہ کوئی بھی گستاخ رسول آئندہ گستاخی کی ناپاک جسارت نہ کرسکے۔ دریں اثنا مولانا عثمانی نے پچھلے دنوں جامع مسجد ختم نبوت چوک پرمٹ ضلع مظفر گڑھ' جامع مسجد بخاری کنڑی' جامع مسجد ختم نبوت نالسی' جامع مسجد فضل لطیف آباد نمبر ۱۰' مدرسہ عربیہ شمس العلوم حیدر آباد' دارالعلوم مسجد کوٹری ضلع جامشورو میں اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کے مکروفریب کو عوام الناس نے سمجھ لیا ہے جس کی وجہ سے ملک اور غیر ممالک میں بڑی تعداد قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کررہی ہے۔ جس کی تازہ مثال بدین ضلع میں ۳۰ سال قادیانیت پر گزارنے والے محراب خان کا قبول اسلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام دشمن طبقے میں یہودیت' عیسائیت اور قادیانیت کا کوئی ثانی نہیں' ہر دور میں ان گروہوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کی ناکام کوشش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان تمام فتنوں کے تعاقب میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے گی' پاکستان میں کانفرنسز' ردقادیانیت کورس' علماء کرام اور عوام الناس سے رابطے کے ساتھ ساتھ علماء کرام اور عوام الناس سے درخواست کی کہ امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی اپیل پر قادیانیت کے فتنہ کے خلاف اپنی صلاحیتوں کو صرف کریں۔

ایک قادیانی کا قبول اسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحفظ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے لئے دن رات کوشاں ہے مبلغین کا وسیع سلسلہ قائم ہے' جس کی بنا پر مرزائیت کی تردید و تعاقب جاری و ساری ہے' الحمدللہ! آئے دن قادیانی مرزائیت پر لعنت بھیجتے ہوئے آقاء دو جہاں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہورہے ہیں۔ سیالکوٹ جہاں قادیانی کثرت سے پائے جاتے ہیں' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری سرگرمی سے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کررہی ہے اور مرزائیت کی طرف سے پھیلائے جانے والے شکوک وشبہات کا بروقت قلع قمع کررہی ہے۔ گزشتہ دنوں دوران تعلیم لاہور میں مرزائیوں کے شکنجے میں آئے ہوئے میڈیکل شعبے سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان خادم حسین نے طویل سوالات و جوابات کی نشست کے بعد اپنے تمام شکوک وشبہات دور کرکے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' جناب خادم حسین نے کہا کہ قادیانیت دجل وفریب اور دھوکا دہی کا نام ہے' انتہائی تحقیق کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قادیانی افکار و تعلیمات میں انگریز کی چاپلوسی اور شیطانی وساوس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے' کردار کے لحاظ سے غلام احمد قادیانی نبی مسیح و مہدی تو کجا ایک شریف انسان کہلانے کا بھی حق دار نہیں ہے' میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ہدایت عطا کی مسلمان میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطا فرمائے خطیب جامع مسجد یوسف بنوری مفتی محمد صدیق سیالکوٹ کی مبارک دعا کے ساتھ یہ مجلس اپنے حسن اختتام کو پہنچی۔

ختم نبوت کوئز پروگرام کا انعقاد قابل تحسین ہے: مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی

بچوں کی علمی اور فکری تربیت کیلئے ایسے پروگرام ضروری ہیں: مولانا قاضی احسان احمد

کراچی (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام مدرسہ زکریا الخیریہ بالمقابل جامع مسجد فلاح' نصیر آباد میں ختم نبوت کوئز پروگرام منعقد ہوا' جس میں مدارس اور اسکول کے طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور بھرپور تیاری سے انعامی مقابلہ میں حصہ لیا اور سوالات کے جوابات دے کر قیمتی تحائف جیتے۔ پروگرام کا آغاز مدرسہ زکریا الخیریہ کے متعلم حافظ محمد اکرام اللہ کی تلاوت سے ہوا' جب کہ نعت رسول مقبول ﷺ محمد ادریس علی نے پیش کی' پروگرام کی غرض و غایت اور اس کے انعقاد کا مقصد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کی' شرکاء سے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے فرزند مجلس کراچی کے مرکزی رہنما مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے نہایت دلنشین انداز میں پرمغز بیان کیا اور فتنہ قادیانیت سے نوجوان مسلمان طلباء کو آگاہ کیا' جامع مسجد فلاح' نصیر آباد کے خطیب مولانا مفتی ثناء الرحمٰن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ پروگرام اپنی نوعیت کا انوکھا پروگرام ہے' ایسے پروگرام بچوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں سنگ میل ثابت ہوتے ہیں۔ سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا' ترتیب کچھ اس طرح سے تھی ابتدائی مرحلہ میں تین سوال اس کے بعد درست جواب دینے والوں سے مزید دو سوال اور فائنل مقابلہ میں شریک ہونے والے طلباء سے مزید چھ سوال کئے گئے۔ تین طلباء کرام آخری مرحلہ میں آئے' جنہوں نے دس' دس سوالات کے صحیح جوابات دے کر کوئز پروگرام میں قیمتی تحائف وصول کئے' جن میں واٹر کولر' ہاٹ پاٹ' سینٹ فلاور پلانٹ' کرکٹ بیٹ' بیٹ منٹن اور اس کے علاوہ دیگر اشیاء موجود تھی' ایک بمپر پرائز سائیکل کی قرعہ اندازی ہوئی' خوش نصیب طالب علم محمد اسماعیل اس کے حقدار ٹھہرے' حق تعالیٰ اس پروگرام کو قبول فرما کر اہل حق کے لئے نافع اور قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

فتنہ قادیانیت کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی

گمبٹ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کا ایک اجلاس ہوا' جس کی صدارت گمبٹ جماعت کے امیر عبدالواحد بروہی نے کی۔ انہوں نے شرکاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت' اسلام کی سربلندی ہمارا اولین فرض ہے۔ قادیانیت اور مرزائیت کا تعاقب جاری رہے گا اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ قادیانیت کے ناپاک عزائم سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ہوگا۔ ہر مسلمان علماء کرام کی قیادت میں قادیانی غیر مسلم گروہ کا سوشل بائیکاٹ کریں۔ انشاء اللہ قیامت کے دن رحمت کائنات ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرح دین اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے اور اس کا منکر کافر و مرتد ہے۔ ملک پاکستان کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے گا۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی آڑ میں فحاشی و عریانی کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ ہر باطل فتنے کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

غازی عبدالرشید شہیدؒ اور دیگر شہداء لال مسجد کا خون رائیگاں نہیں جائے گا

گمبٹ (نمائندہ خصوصی) امت مسلمہ اسلام کے خلاف سازشوں کو بے نقاب کرے۔ غازی عبدالرشید شہید اور دیگر شہداء لال مسجد کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ پاکستان کو امریکی کالونی نہیں بننے دیں گے۔ اسلام کے غلبے کے لئے ہمارا مشن جاری رہے گی۔

ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے امیر عبدالواحد بروہی' انجینئر جاوید' ڈاکٹر عبدالرحمٰن' عبدالسمیع شیخ' مولانا محمد فیاض مدنی اور عبداللطیف شیخ نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا اور انہوں نے کہا کہ اللہ کے ہاں جنرل مشرف کو اپنے مظالم کا حساب دینا پڑے گا۔

غازی عبدالرشید سمیت لال مسجد میں جام شہادت نوش کرنے والے متعدد افراد خراج عقیدت کے مستحق ہیں۔ شہداء کا خون کبھی رائیگاں نہیں جائے گا' اس خون کے ایک ایک قطرے سے وطن عزیز پاکستان میں اسلامی انقلاب کی روشن صبح کا آغاز ہوگا۔

لال مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز نے اسلام کی سربلندی اور ملک میں عدل و انصاف کی حکمرانی' اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی۔

آخر میں انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ سپریم کورٹ کو چاہئے اس سنگین معاملے کا سختی سے نوٹس لے اور اس قومی سانحے پر تحقیقاتی کمیشن بنا کر حقائق قوم کے سامنے لائے جائیں تاکہ آئندہ بے لگام قوت ملک و قوم کے خون میں ہاتھ نہ رنگ سکے' شہداء کا مشن جاری رہے گا۔

یہ صبر ہے؟

عبدالواحد شاکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جس نے صبر کیا اور معاف کیا یقیناً یہ بڑی ہمت والے کام ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ اور ان کی امت کو اخلاق حمیدہ کی تعلیم دی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب طائف کی وادیوں میں دین اسلام کی دعوت دینا شروع کی تو انہوں نے آپ ﷺ کا حکم ماننے کے بجائے آپ ﷺ کی تردید کی اور انتہائی سخت رویہ اختیار کیا' یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پیچھے بچوں کو لگا دیا جو آپ ﷺ پر پتھر پھینکتے اور تالیاں پیٹتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے اس قدر پتھر مارے کہ آپ ﷺ کے نعلین مبارک بھی خون سے لت پت ہو گئے اور آپ بے ہوش ہو گئے......

اس دوران حضرت جبرائیل مع دوسرے فرشتوں کے تشریف لائے اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر آپ حکم صادر فرمائیں تو ہم ان دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا کر (جن میں یہ لوگ آباد ہیں) اس پوری بستی کو کچل کر رکھ دیں؟ تو اس کے جواب میں آپ ﷺ نے ایک ایسا جملہ ارشاد فرمایا جو سونے کے پانی اور مشک وعنبر سے لکھنے کے قابل ہے' فرمایا کہ میں تو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور یہ لوگ مجھے نہیں جانتے کہ میں کون ہوں؟ بس میں تو صرف ایک مبلغ الی اللہ ہوں' جبرائیل! رب ذوالجلال سے کہہ دو کہ میں نے ان کو معاف کر دیا ہے اور آپ بھی ان کو معاف کر دیں' اس چیز کے بدلہ میں جو انہوں نے مجھے پہنچائی ہے اور ان کو سیدھی راہ دکھادے......

سبحان اللہ! کیا ہی ہمارے آقائے نامدار ﷺ کے اچھے اخلاق تھے کہ لوگ آپ کو اس دین مبین کی خاطر پتھر مار رہے ہیں اور اس کے جواب میں آپ رحمت کی دعائیں کر رہے ہیں' لیکن اس کلام کو فوراً تاریخ نے اپنے دامن میں سمو لیا اور پھر گردش ایام کے ساتھ ہی انہی طائف والوں کی نسل سے اللہ رب العزت نے ایک ایسے ستارہ کو طلوع کیا' جس کو دنیا محمد بن قاسم کے نام سے یاد کرتی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صبر:

آپ کا ایک مخالف تھا' اس کو پتا چلا کہ آپ کے والد وفات پا چکے ہیں اور والدہ بوڑھی ہے' نوے سال کے قریب عمر ہے' وہ ایک دن آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حکم شرع میں ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کرادو' تمہاری والدہ چونکہ بیوہ ہو چکی ہے اور میں نے سنا ہے کہ بہت ہی حسینہ وجمیلہ ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ نکاح کرلوں۔ حضرت نے سنا تو بھانپ گئے اور فرمانے لگے: بھائی! میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں اور اس عمر کی عورت کو شرعی طور پر اپنا فیصلہ خود کرنے کا اختیار ہوتا ہے' میں ان کے سامنے جا کر بات کر دیتا ہوں' اس نے کہا: بہت اچھا' حضرت نے اپنے گھر کی طرف جانے کو دو قدم اٹھائے تو کیا دیکھا کہ اس آدمی کے پیٹ کے اندر کوئی درد اٹھا' اسی درد کی وجہ سے وہ گرا اور وہیں اس پر موت آگئی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صبر نے اس بندے کی جان لے لی۔ (سکون قلب)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ آتا ہے کہ آپ ایک مرتبہ پڑھا رہے تھے تو بچھو نے آپ کی پشت پر سترہ ڈنگ مارے' اس دوران بھی آپ نے صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حدیث رسول اللہ ﷺ کا سبق نہ چھوڑا' اور اس موذی کی تکلیف کو برداشت کرتے رہے۔ حضرت نے سبق کے بعد تلامذہ سے ارشاد فرمایا کہ میری پشت پر دیکھو کیا چیز ہے؟ طلبہ نے منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت! آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ کوئی چیز ہے تو ہم اسی دوران اس بچھو کا خاتمہ کر دیتے؟ تو ان کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ: ''بھائی! کیا کروں حدیث رسول ﷺ کا سبق ہو رہا تھا' جی نہیں چاہ رہا تھا کہ اس کو چھوڑ کر فضول کلام کرنا شروع کر دوں۔'' یہ ہے حدیث رسول ﷺ کے ادب وعظمت اور صبر و استقامت کا واحد نمونہ......

یہ وہ ہمارے اسلاف کرام ہیں کہ جن کو دشمن نے اذیت دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی' اگر ہمارے سامنے ان کے حالات وواقعات ہوں تو کوئی شے ہم کو نقصان نہ دے سکے گی' ان تمام کاموں کی اصل جڑ کیا ہے؟ اس پر ایک شاعر نے کیا ہی خوب کہا تھا:

''ہر چیز میں لذت ہے گر دل میں مزا ہو۔''

☆☆..................☆☆

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 و 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد — امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی — نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن — ناظم اعلیٰ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے